

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_190158

UNIVERSAL
LIBRARY

این بیان محمداً و ان من الشعر حكمة

دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفين امام الکاملين الى الابد الصادق
مخدوم بنده نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسینی گیسودراز چشتی

قدس الله سره العزیز

المستشبه

نفس العشاق

بمسلسله مطبوعات کتب خانه رضیئین کلمه گزین

به انتظام و توجہ خاص جناب معلى القابو لغوثیار جناب سید ارم قباہم
و تصحیح و بہاتہام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام لے سی ای

ناظم و طبع داریاب اسرشتہ تعمیرات سرکاری
در عہدہ آفریں برقی پرنس (حیدرآباد دکن) طبع شد
شوال المکرم ۱۳۷۵ھ

تلفیح
۵۴



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق الإنسان وعلمه البیان والصلوة والسلام
 علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القرآن ویوتی
 جوامع الکلم والایات والبرہان وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحّہ
 المہادیین المہدیین فی کل وقت وکان۔

سلسلہ علیچشتیہ میں حضرت سلطان العاتقین المقربین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس
 اللہ سرہ العیزز سے پہلے یعنی حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت
 مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف وتالیف کی تھا
 توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ
 حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفائے شروع کیا جنہیں مقدم حضرت مخدوم
 سید محمد حسینی گیسو دراز میں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں کثرت تصنیف وتالیف
 کیں اور دیائے کبار کوئی کام بغیر اشارت و حکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف
 وتالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں ”ہر کس کو دراز حضرت ملوک
 کہ دبجیزے مخصوص شد بالسخن مخصوم صمیم خداے ماراد ولت بیان اسرار خویش داد
 ہر چیز میخواست کہ نظر من از سخن ساقط شود نشد“۔ اسرار الاسرار کے دیباچہ میں فرماتے
 ہیں ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ نَحْتُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ“

ہر کہ اتباع او کنند و انتہا مش در سنت او بود و رفتن بر طریقہ او باشد از جوامع الکلم و لمعہ از گفتار او کہ نور الہدیٰ است و بیان سمر القرب والدنیٰ است نصیب گیرد، کن میں عام طور پر زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد او کی عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ واللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تعرف شرح عربی آداب المریدین۔ شرح عزنی فقہ اکبر اب باکل مفقود ہیں انڈی کو علم ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے انکی تلاش میں ہوں مگر انکا کہیں پتہ نہیں ملا ان کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چند ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال پہلے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں تیسرے زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کی جائیں اور بتدیج طبع کرادی جائیں تو تلف اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی ناپید ہو جائیں گی۔ اس زمانہ میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ تصوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصہ مخلصہ لوجہ اللہ اور محبت و عرفان الہی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور شرح کرنے والا علم ہے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں

بلکہ باوجود قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہو گئی ہو۔ ان اسباب کے پیش نظریہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی وجہ بیشتر فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں (فراہمی تصحیح اور طباعت میں محنت مشاقہ اور مصارف کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہو گا۔ بجائے خود اعتراض بالکل واجبی تھا مگر ہمارے پیش نظریہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے بہا تصنیفوں جو بدستور زمانہ سے اب تک خال خال پہنچی ہوئی ہیں آئندہ مفقود ہونے سے بچنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیہ حق و اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہو جائے تو ہمارا مدعا پورا ہو جائے گا۔ میں نے اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین صاحب قادری المحاطب نواب معشوق یار جنگ بہادر کی (جو اس وقت ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقدار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے) اعانت اور تائید سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادر الوجود اور تصوف و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی یعنی اسرار الاسرار کو ۱۳۵۱ھ میں نے طبع کر کر شائع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں اد نہیں کے مشورہ اور تائید سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع مبسوط اور مکمل اور بہتر کتاب مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی میں نے طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دنیاات گلبرگہ کلج نے حضرت مخدوم کے ملفوظات مسمیٰ بہ جو امع الکلم کو طبع کر کر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب الخطاب بہ نواب غوث یا جنگیہ کا تقریر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کشنری) پر ہوا اور روضہ بزرگ اور روضہ خور و اور ان کے لمحات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خسروی او نہیں کے متعلق کر دی گئی۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام بہتر ہو گیا اور دونوں روضوں اور ان کے لمحات میں نہایت مفید اور بکار آمد اور خوش منظر تغیرات اور ترتیاں جلد جلد مل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور بکار آمد علمی کام بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدرسہ کا قیام ہے جس میں مجاہد اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جا رہی ہے اور دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ "کتاب خانہ روضتین" کا قیام ہے۔ روضہ بزرگ اور روضہ خور و میں دسمبر و زمانہ سے کچھ کتابیں اب تک بھی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کر دیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور ان کی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

عہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضہ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور خلیفہ حضرت مخدوم سید سید اللہ حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضہ خور و اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً روضتین کہتے ہیں۔

حاصل کر کے اس میں داخل کیں۔ نواب مشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتدبہ کتابیں جمع ہو چکی ہیں اور ہوتی جا رہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ کھول دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کر رہا ہے نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدیج طبع کرا دینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تاکہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہو کر ملک میں شائع ہو جائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گزشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ ادب المریدین اور خطاۃ القدس اور چھوٹے چھوٹے رسائل کا ایک مجموعہ مسمیٰ بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمیٰ بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی شائقین کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی ہستیم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آ رہے ہیں جزاء اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی ان کتابوں کی طرح جن کے خال خال صفحے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گزشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۹۲۲ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے ناب مشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفہ دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب مشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقل

کرنی تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید النسخہ ۱۳۲۵ء کے لکھے ہوئے نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتیری غلطیاں رہ گئیں۔ دو سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً چند روز کے لئے میرے پاس آیا اس سے مقابلہ کر کے اپنی نقل کردہ کتاب کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کرنی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب پنی ایچ۔ ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت دلچسپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع دیا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کر لی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہو گئی کہ طبائے کے لئے مطبع کو دیدی جائے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بدانتہا صیح تھا اور بقیہ دوا ایک میں بدانتہا غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صیح تصور کئے جا سکتے تھے ان میں میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرات نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یا رجبگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے اور حاشیہ پر ان زبان کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ

یادوں کتابوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول غہم نخوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استفہام کی علامت م دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمیٰ جوامع الکلم میں او کی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں ان کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں میں نے دیوان کے صفحوں کے فٹ نوٹ میں درج کر دی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید ہیں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورشید سید اصغر حسینی قدس سرہ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اور اراق کا ایک مجموعہ جن میں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے یہ دیوان مرتب اور ردون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں لکھی ہے مگر او کی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسما را لا سما کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ ”چند

گئے بلکہ زیادت از مجھے بر بچے کہ وجہ اتم پاک را گنجی باشد و عرصے کہ موت را عرصے بود مبتلا بودم تقدیر آسمانی و خواست ربانی صحتہ را بنام ماثبتہ کرد و مانع لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد و موارفت بخاصیت طبیعت میل بر غزئے و شعرے شد گفتم الاحول و لا قوت الا بالشدچہ کار میں است والشعرۃ یتبعہم العافون نعت کار میں شود و بضرورت نظر مایل بر سمر شد در خاطر افتاد اگر سحر گویم بارے اسرار اسرار... اس سے ظاہر ہے کہ شعر گوئی سے انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور انکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی مضامین کی آمد ہوتی یا غلبہ حال سے مجبور ہو جاتے تو بمقتضائے "خاصیت طبیعت" غزل کہہ دیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کی گئیں جو حضرت تیار صغر حسینی کے پاس محفوظ رہ گئی تھیں۔ حروف تاء - ج - خ - ذ - س - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق - ک - گ اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان جملہ (۳۲۷) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک ثنوی اور ۹ رباعیوں کا مجموعہ ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدر الدین ابو الفتح محمد حسینی گیسودر آر تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہوا غزلوں کے مقطعوں میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کر دئے ہیں یہ
اے ابو الفتح محمد صدر دین گیسودر مخمصر کن چند نالی قصہ خود گرد آؤ

حضرت سعدی کے بعد سے شعریہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود انکی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر اون سے اصلاح لی۔ مبد ر فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و فکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور سوز و نیت تامہ رکھنے والی طبیعت و دیعت کی تھی شاعری کے ساتھ بھی انکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے قیاد تو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب متوجہ نہیں ہوں گے۔ سولہ سال کی عمر سے انسی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور اون کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں بہت مشغول ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ۱۲۰۰ء میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بکھر دیا تو ابھی اس وقت دہلی کا یہ غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیاء میں لکھا تھا کہ میرزا محمد شہید میرزا محمد گیسو دراز و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس سرہ اسراجم دریں محشر عام خود مصحح نوشتہ اند۔ حضرت مخدوم کی ولادت ۱۲۰۰ء میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۱۲۰۰ء میں جب وہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۱۲۰۰ء میں دولت آباد آئے آخر عمر تک وہیں رہے اور ۱۲۰۰ء میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار

کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط تھا دولت آباد کی غریب الوطنی میں باہم صحبتیں رکھتی تھیں اس لئے ایک حد تک یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۲۸۰ھ سے ۱۳۱۰ھ تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں حاضر اور ان کی فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریبی بہن ہم پلہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطرتاً ہی مناسبت تھی اس کو محسوس کر کے حضرت حسن نے ضرورت و توجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہوگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام اقسام و اصناف اور اس کے قوانین و رموز و نکات پر بہت جلد عادی ہو گئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس اللہ سرار ہم کے معتقدین اور سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ اور کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز ادب میں حضرت مخدوم کے اشعار ان کے اشعار کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء اللہ میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ لفظاً و معنیاً بلا شک و شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است محمد اہل دیں را مقتدا میست
اگر سعدی ست مستے چشم بازے سفیر اللہ محمد رہنا یست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت شہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے

نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع ہے ۛ

منزل عشق از مکانے دیگر است مرد معنی رانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب اللہ قطب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرہ آفاق شعر ۛ

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زباں از غیب جان دیگر است

کو سنکران پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جان عزیز کو جان آفریں کے حوالہ کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف قافیہ میں حضرت مخدوم کی یہی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے ۛ

مرد معنی از جہان دیگر است گو ہر لعلش ز کان دیگر است

کشتگان غمرہ معشوق را ہر زباں از لطف جان دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں انظر اور صاحب فی سلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن ملا سجدی کی ایک غزل کا ایک عجیب غریب اور حقیقت سے سرا سر لہری شعر جس کا مضمون نہایت لطیف پیرامیں ادا کیا گیا ہے یہ ہے۔ ۛ

دوش دیوانہ چو خوش میگفت ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں حسن کے شعر کے مصرعہ ثانی کو علی حالہ قائم رکھا ۛ

عشق برخط وخال مذہب دین است ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

مصرعہ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت لہ اور اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب تواثر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من ولده ووالدہ والناس اجمعین۔

ہر علم و فن کے لئے اس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے غریبی و غفلت نہ ہو تو اس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہیں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کر دیے ہیں حضرت مخدوم کفر زنگیہ حضرت اکبر حسینی قدس سرہ نے بصیرۃ الاصطلاحات الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق اور عارفانہ حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسماء الاسرار کے چند سطور کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایمل سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گزران دی تھی اس کے باب ہفتم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی دیے ہیں اور معلوم کر کے لکھ دئے ہیں جو سچہ نقل کئے جاتے ہیں۔

”بدانکہ میخانہ و میکدہ و خم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معلوف و قایق الہی باشد و ترسام دروہانی را گویند کہ صفات ذمیہ نفسانہ او تبدیل یافته باشد و ترسایچہ واردات قلبی را گویند کہ بر دل سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کسی را گویند کہ کربگ و مدت باشد و محاربت ذوق را گویند کہ از دل سالک بکساید و در خوش وقت سازد و ساغر و میاں شے را گویند کہ از و مشاہدہ غیبی اوراک معنی الہی کنند و زنا علامت کینگی و کجاستی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و صمیم حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند غم ہو کہ جو فیض باطن را گویند کہ نسبت سالک با حق شود و ہر گاہ کہ لب و دان گویند حیات خواہد چشم و ابر و صفات کلام الہامی را گویند کہ بر بالاک وارد میشود و قلاش و قلندر الہی ترک را گویند معنی انہا یکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس گسستہ باشد و شہود و شہد الہی جذبہ و اہل ذوق را گویند و خمار و بادہ فروکش مرشد کامل را گویند ساقی و

مطرب ترغیب کنندہ فیض رسانندہ و اہل معنی را گویند عینی دم مرشد کمال را گویند۔ و ختر بمعنی نفس مطمئنہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققان است جزوے بہ نظر ایشان معلوم بود و در محل نوشتہ کہ طالبے را دریں اصطلاح واضح شود۔

مضمون بالا بہت مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہادی کی شرح و بیان ملاحظہ سے انتخاب کئے گئے۔

عاشق شیفۂ جمال و جلال الہی را گویند بعد از طلبِ جہت نام معشوق حق را گویند بعد از طلبِ بجانہ سجد تمام ازاں رو کہ مستی و مستی وے است جمال انہار کمال معشوق است جہت ترغیب و طلب عاشق جلال انہار کمال استغنائے معشوق است از عشق ماضی شکل و وجود و مستی حق را گویند شمالی اتمراج جمالیات و جلالیات را گویند عشوہ اند کہ جنبہ را گویند دگر عز و روادن معشوق را گویند مرعاشق را گاہ بطریق لطف و گاہ بطریق قہر تائبے بضاعتی عاشق مراد را ظاہر شود قربت است در انجہ را گویند چشم ظہور صفات قہری را گویند پچنیں کہ نہ صلح قبول اعمال و عبادات را گویند پردہ موانع را گویند کہ میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت ماضی نہ از جہت معشوق بود حجاب موانع را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد بنوعی از انواع معاملہ عاشق نقاب موانع را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق را منور استعدا و تجلی ندادہ باشد تاراج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال و اعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلقی و حقیقۃ الہیہیت بود کہ با ہمہ مخلوقات پیوستہ است چل تعلق مالمیت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الہیہیت را گویند گیسو طریق طلب را گویند ویدہ اطلاع الہی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر چشم مست ستر الہی را گویند ہر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیبہ عالمی

راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند۔ بیت مقصود و مطلوب راگویند رو سے مراتب تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام مشوق راگویند لب شیریں کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند بازو صفت مشیت راگویند ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت راگویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت ہجراں التفات بغیر راگویند دیوانگی مطلوبی عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فناے اختیاری راگویند در افعال بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بعدم انحصار انہا کوتاہ کردن زلف رفع قدرے از قیود گرہ زدن بر زلف محکم کردن تعینات۔ سخ اشارت بہ ذات الہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی ازو سے خط اشارت بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ حال اشارت بوحث حقیقت اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔

ذیل میں دیوان امیس العشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں تاکہ اہل نظر دیکھیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں۔

گریکے نفے شود میسر بایار عزیز عمر آں است

ورور سزاں نفس بر آید جان و دل دتن گونیان است

عشق بازی خطر کہ بر جان است عشق بازی تمام ایمان است

تسلیے خسر دہ نسیم جوہم معنوں دو جہاں اگرچہ بغر وخت

جزایں دگر نہ درم حاصل ازین جہان من ایمان میان سینہ جاناں میان جان است

جنفہ اگر نیت دیگر را وجود سرچہ باشد استار راز چنیت

مژد روح القدس داده است پند
 آنکه حجاب عشق مست ند
 بر لوح وجود هر چه دیدند
 لے که می پرستی سپردیوانه
 عشق بازی اختیار مانه بود
 عاشق نه بود بشرع ماخوذ
 فراق آن قبا پوش و کله دار
 معشوق به پیش او خود آمد
 چوں من تود و صد نهارداری
 خبر و یای از جمال اشد زانے سید
 تے صافی ندارم تا کنم غسل
 ز آب دیگاں کردیم وضوے
 محمد تا که در صدر حیات است
 بگور من اگر وقتے یای
 بوالقح بخشش باده خوش باش
 اگر تو پند گوی نیک خواهی
 آے محمد ترا میسر نیست
 سجوی عشق در پیری فراغت
 میسر خلوتے گربا جوانے است
 دے باوے اگر گرد میسر
 تبسم کرد عالم نام او شد
 که شوا قلبی قالب جنگلی روح
 به پوش زباده است اند
 جز نقش نگار پاک شستند
 زلف خود را گوچرا دیوانه کرد
 سر کرا خواهم بند بر سر می نهند
 عشق آمد و نار و اوار و اشد
 قمیص هستی مار و دوتا کرد
 در عشق یک یک قدم زد
 من جز تو کسے و گر ندارم
 ابر را گزرا خوانی نیست فرمتے جز بنام
 تیمم بر در خمار کردیم
 نمازے جانب آں یار کردیم
 کشاده بین ازیں اسرار باجم
 بے اسرار مزوج است تراجم
 از غیر خدا وے حذر کن
 مزید درد مارا کن و عاے
 راه حق بے عنایت پیرے
 تو گوی مشک بو و سیر گشته
 ہاں ساعت شمار از زندگانی
 تو آں دم را شمار از زندگانی
 ز یک چشمک دو صد گونہ بلاے

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظل سبجانی خلیفہ الرحمانی امیر المومنین امام المسلمین
 عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علیجاں بہادر غلام اللہ علیہم وسلطنتہم وفتح اللہ
 کاتہ المسلمین بطول عمر ہم وقبائیم کے ازدیاد و عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔
 وَأَخِرُّدَعَوَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خاکسار

حمید آباد دکن

سید عطاحین

۳۱ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ

دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفین
مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصادق خواجہ بندہ نواز

سید محمد حسین گیسو دراز
قدس سرہ العزیز

المسمیہ
انیس العشاق

بِسْمِ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

مدد بے حد و شکر بے حد مر خالق را که غنچه دان از گلبرگ زبان کمال قدرت
خوش خندان گردانید و تحریر یک ابرو تر جان کمونات سرای و بران مکتوبات ضما کر و
فضلا را از فضل عظیم و کرم جیم قوت انشا قدرت امل بخشید تا در بیضا صفا کمال
فصاحت و شرح لطائف علم و بلاغت نکته موهوم و سر مکتوم ظاهر گردانید
و د لاک فضل الله یؤتی من یشاء و یظلم

آدم از وے شد و بموقف عرض برده شریف جاعل فی الارض
یافته از ویش خلیل صفا گشته مخصوص الذی و کفا

وصلوات طیبات بر گل بوستان اوتیت جامع الکلم و سر و گلستان عکرا لا ینسان
ما لم یعتقد شهباز ولایت بلاغ و شهباز فضائ آیت نازغ سید کونین
مقصود ثقلین های هویت بهم معرفت او معروف است و طار و کس ملایکه پیر
بال عنایت او مخصوص نظم

بلال جش لبیل و ام او اویس بن بند نام او

از احسان او کعبه افتخار باب ز فیض کفش یافته مرم آب

بسم الله الرحمن الرحیم بسم الله الرحمن الرحیم بسم الله الرحمن الرحیم

ہوم و شان معابد اصنام کہ مخالفِ ایں آسنگ اند تَعَسُّاَ اللہُمَّ وَاخْلَعْ اَعْمَالَکَ ہُمُ
 ہر کرا نشور اخلاص است در دیوان عشق بر سرش طغرای اجر غیبی معنون کمی شند
 بعد تو حمید احد و تحمید احمد ح شیخ خود کہ خواص در بایے معرفت و سیاح صحرائے وحدت
 پیشوائے متوطنان فرو و خاک رہ نمائے ساکنان قبة افلاک بادشاہ ہے کہ دنیا و آخرت
 ذرہ از ساحت استاز او ست و دیباچہ ملک و ملکوت نقشے از بوستان ادجنابا
 اسلام جاسے حسن انھا احسنۃ از طیب طار قدم او یافته است و مملکت بند
 فانیض انھا مبارکۃ از سین سجادہ او انعام داشته نظم

صبح از روش و دگر دو قبائے آسمان شب ز نقش پارہ کردہ جاسمات تاب
 خداوندے لم یسبح بمثلہ الاد و ادما داسر الفلاک الذ اسرار عنی سلطان العاشقین
 رحمۃ للعالمین لمجا العارفين منجا الواصلین شیخ صدر الملتہ والدین ابوالفتح یوسف حنی
 سر فرزند عاشقان سرور سید محمد کیو دراز

سرور عاشقان فرسوز

نماند بعضیاں کسی در گرو کہ دار و چنیں سید پیش رو
 ابقاہ اللہ متمکنا علی سریر السرح من یحق من یشفع یوم النشور مادامت الشمس
 بازغۃ و الطلم طالعۃ

عرض میدار و جامع ایں خزینہ و مولف ایں سفینہ کہ روزی مخدوم زادہ و شیخ
 بر جادہ در دریای نبوت سر و بستان فتوت جگر گوشہ حضرت نبوی شمع و ودان مصطفوی
 پیشوائی اہل علم و تحقیق مقتدای اہل فکر و تدقیق بانی مابانی دین و ملت قاصد غایت کفر و بدعت
 مردان دینی سید محمد اصغر حسینی کہ در ایام دولت او عفو و فضل منتظم است و
 و بنا و جہل منہدم ہے

بر سجادہ

شرف ذات او ہمیں نہ بس است کہ رسولِ خداے رانبدہ است
 بندہ را طلب فرمود بر موجب فرمان بشتاقم و سعادت خدمت دریا قلم اشارت کرد

بجواہر منظوم کہ از سوسن زبان مخدوم جہانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیاں شمار
 گشتہ چوں گل در اوراق فراہم می باید آورد تا میلبلان سخن ساز و طوطیان شعر پر داز احسن شد
 طائر ہم بچوے این ترانہ مترنم گردند۔ سر بر زمین اطاعت سودم اما بجز دو مطالعہ سمند
 جولان ناطقہ برجا ماند و غراب خیال عقل پر بر انداخت از آنکہ در ہر روزے مراہل ظاہر
 را نظریے و اہل باطن را فکرے و ہم بلغاراعبرتے و فصحا را زہتے تواند بود پس حکم
 اشارت فرمائند نظم و قصائد شعر گرد آورده مجموعہ ساختہ انیس العشق
 نام نہادہ آمد تا اسم بر وفق مسمی باشد اللہم اجعل محبوبائی قلوب المومنین بحق
 شیخی و جدہ و رسول رب العلمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توحيد ولعت ومناقب صحابة كرام رضوان الله عليهم

فعالى الله عن قيل وقال	وعن حد و رسم والمثال
قريب ذاته من كل شيء	ولكن ليس يوصف بانفعال
بعيد ذاته ايضاً ولكن	بلا وصف للتفريق والانفصال
تنزه عن مكان حال منه	ولا يوجد مكان عنه خال
صلوة والسلام على رسول	حميد احمد حسن الخصال
كثرهم راحم بتر وخت	شريف شافع اهل افعال
على اصحابه تسليم عبد	ذليل خاضع ذي الابتدال
صدق صادق صديق صدق	ابوبكر امام الحق وال
ابو حفص هو الفاروق حقاً	وذا مستنطق من ذي الجلال
وذو النورين عثمان ابن عفان	اشد الحى اعبد بالليل
ورابعهم على زوج زهرا	ولى المومنين اعلى الكمال
هو الهادي هو الداعي هو الشافي	وذا شيخ الشيوخ بلا احتمال

هو الغر الميام لا اهل زهد

لما الخفة بلا وهم الزوال

فيه

والى

ب

مناجات باری تبارک تعالیٰ

اے خداوندے کہ از جوش چہاں را وجود
ای خداوندے کہ از بودش ہم عالم بہ بود
اے خداوندے کہ اورا شد ظہور از بودا
بود ما موجود شد از بود و ازنا بود بود
ای خداوندے کہ از ورات عالم محیط
عالم و آدم ہم ازوے یافتہ کیلیک شہود
ای خداوندے کہ آدم شد مثال ذات تو
چوں محمد نمود برآمد و دوش از چوب عود
ای خداوندے کہ خود را خود بخود نظر ادا کرد
شخص او مرات شد ثبوت و گفت و شنو
ای خداوندے کہ جودت نیست جز عین وجود
عین تو در عین احمد خوشتن را دانا نمود
ای خداوندے کہ غیرے را ز عبرت برگرفت
از ہمہ رسم و خیال و و ہم اورا بر زدود
ای خداوندے کہ عین با عین عین عیاں است
ای ابو الفتح او بیاد عین مارا در ربود

ای منزہ ذات توا ز مثل و از امثال ما

وی مبرا و صف تو از گفت ترسا و یہود

فی مناقب حضرت شیخ نصیر الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز

دل و جانم فدای آں جواں باد
کہ از وی جان غمگینے شود شاد
مبارک طلعتے میمون صبا ہے
کہ آید یار میخورہ زوہ باد
غلام و چاکر میگوں بے شو
بشو از بندگی ای خواجہ آزاد
نشستہ بودہ ام مخمور و غمگین
رسید آں یار من مارا بفریاد
چہ نیم ناگہاں از دور در آمد
بخندہ شست در بر بوسہ داد
برفت اندوہ و غم جملہ یکبار
نہراں آفریں بر جان عاشق
اگر شنید بکنج خانہ درد دل
نہراں آفریں بر جان عاشق
اگر شنید بکنج خانہ درد دل
وگر در خانقاہ و مسجد آید
بجا آرد بے ذکر و اواراد

م محزون

مشایخ را کند خدمت تو وضع بوسہ پای ہرزما دو عباد
نخواہد جز مزید عشق و در سے بخوید جز وصال یار نوشتاد
خوشی و خرمی خواہد ہم کس محمد و دو غم یزداد یزداد

شد است بر سینه صدر این صورت

نصیر الحق اور اگر داری شاد

رویف الف

چشم اور بخور میدار دما لعل او خمور میدار دما
حبس او کہ خانہا ویراں کند ہم بدان معمور میدار دما
رہنمونی وصل ہم معشوق کرد بخت بد بین دور میدار دما
حسن او عالم گرفت است ہم از ا عاشق و مشہور میدار دما
خواہم از جور تو نام پیش خلق عز تو مستور میدار دما

من نخواہم دل بہ دل بندے دہم

حسن تو مجبور میدار دما

در روئے خوب رویاں ستر نہاںست پیدا در چشم مست و غلطاں عین عیاںست پیدا
جام سفال و شیشہ پر کن چہ درد و صافت مقصود است متی ہر دو ہاںست پیدا
در صحن باغ و بتان در لال و گلستاں سرویت قد گلگون نور جوانست پیدا
در حن گلبنایں از جیب تابداں در شکل سرو قد ایں طرز فلاںست پیدا
مردم تبا کہ دیدم زخمی نبود لیکن مرگاں و ابرو اش تیز کمانست پیدا

بیار خواستم کہ نہاں عشق بازے

ابو الفخر روستائی کو از زبانت پیدا

دہشتاں می دہند پند مرا و تمننا طمنہا ز نند مرا
 پیر گشتی و عشق می بازے احتمال از مراست چند مرا
 من مخلوق عشق باز استم کے بود پسند سو مند مرا
 من کہ آزاد سرفراز ستم زلف او گشت پای بند مرا
 خان و بان دلم پریشان شد جدا و در بلا فکند مرا
 گریہ و آوچیت ہر نفسے دوستے کرد و دور موند مرا
 سوزش شمع رخ فرزد وید گر بسوزند چوں سپند مرا
 آتش عشق آبرویم ریخت خاک بادا و جو بد بند مرا
 تا بہ عشق گرم تر بکنند چوں کہا بے بران ہند مرا

پرو بالت گر محمد سوخت

بیخ و بنیا و عشق کند مرا

من سوختہ دل مرا جگر یا من ریختہ تن مرا خطر یا
 از دست تو اے جوان خود کام در سینہ مرا بجے حجب را
 گشتی نہ بروز و آو شب بدخت رقیب بست و را
 ثابت قدمی نہ تو ای یار بنگر بدشفتا وہ سرا
 بوسہ زدمش بغض کا زید دہنم شدہ پراز شکر یا
 دارم جو سے کہ اند کے تو بخرامی و من کنسم نظر یا
 ویدم سگ و پاسباں آں کو ورنی ہر شب کنسم گذر یا

بہ خرام بہ بی تو مرواں را

اندزد و دست دگر را

و آرد دل من ز من خطر یا از جان و تنم بے جند یا

لے حضرت سید محمد گوسہ ۱۰ این غزل را تاریخ ۲۹ رمضان سنہ ۱۲۹۰ روز و شنبہ رقم فرمودن لے روز پنجشنبہ نجم ذی الحجہ
 رقم فرمودن لے گھ روز پنجشنبہ نجم محرم سنہ ۱۲۹۰ رقم فرمودن

باری کہ نہ سادہ ام بریں تن
 من دانم و دل کجا و گزنا
 از کورہ دل شرارہ برخواست
 ہفت در کہ از ان پُر از سقرا
 از دیدن خوب توبہ حاشا
 من دارم بہر طرف نظر
 بے روی کسے است آن جان مرد
 وقتے بغلط بجفت ای کیفیت
 در کوشش کردہ ام بسی گذرا
 آن جعد و سریں کہ دید با یسنا
 افروختہ مہر و سوختہ جگر
 پُر حسرت و دوست در کمر
 بوالفتح نہ پخت حاتم ترماند
 کردہ است اگرچہ بس سفا
 بایں کہ خراب و زار و خستہ است
 دار و دل من ازین جگر
 دل بنگی است جان مارا
 باخانہ گیسوے تو یارا
 ہر کس بہ تعلق گرفتار
 مارا پس جسد تو سوار
 شقتا لکے دوسہ بفرما
 از لعل حیات بخش مارا
 مانی کہ بھی چہرہ باز نہ است
 جیرا نہست ز نقش تو نگار
 من منکر عشق را چہ گویم
 گاویت و خہت و نگار
 فریاد و دست تست ہر بار
 ای استمگر کار روزگار
 سر و چو تو دلفریب و زیبا
 در بلغ نیست و در صفا
 از فضل خدا مر است مشوق
 زو ویدم صورت خدایا
 زان سر و قبا پوش و مدوی
 بوالفتح عمر است شرمسار
 لعل میگوں خراب کرد مرا
 زلف شگون ز تاب برد مرا
 غرض ما خوشی و مستی بس
 نیست گریصاف دہ تو در مرا
 ہر کسے را خدا نصیب کرد
 آفریدہ است بہر درد مرا

نہر

پیر عشق گشت اس حیا

استاد

دل در حال

زناں روئے بدیدہ ام

یک کرشمہ کہ آں بستم کو از دل و جان و تن بہر دما

تو محمد چرا ضعیف شدی

بغم آں کہ سریں بخور دما

عشق بازی سزد جانے را کو باز و بقیہ جانے را

ہر کہ از جور یا رمی نالد او ندارد ز عاشقی نشانے را

غمرہ اش و عہدہ کرد خو نری آب او سید ہدیہ جانے را

ہر کہ خوبے ندید و عشق نباخت کو ردل و ان ندید بہت جہانے را

عمر گرچہ ہزار سالہ شود نیست آں در حاجت زمانے را

خوبدیاں سراغ و خلوت مست در برگرفتہ جانے را

اے محمد تو عشق باز نہ

من نہ منیم دم ہرود نے فغانے را

ما تم اسیر تو نگا را در باب ز لطف خویش مارا

گذارد بدرد و غنیمت ہم میرم سپار بدست ہجر مارا

یعنی کہ روا بود شد من از ہجر و جفا کشی گذارا

رنجورم از ان دو چشم پا اکوں ز کہ جو میے شفا را

عمر ارنجہ در ازیا فستمن زان جہد نشد خلاص مارا

بوافتح غمی است ز تو چہ پی یاری نہ کند کہے وفلا را

تو منکر عشق را چہ گوئی

خاریت و خریت و نگارا

نشان دہ خانہ خسار مارا بہ از صد مخزن اسرار مارا

مبارک باداے جمع خرابات شہودہ ذوق من مستی شمارا

ندید جانے را

پہلے
گاہیت
نشان خانہ

تو غالی ذوق وستی را چه گوئی ستوری یا خری یا سنگب خارا
تو ی سلطان شهر خرویاں و لیکن بیچ نہ نوازی گدارا
شہارا جنت الفروکس دانی منم خود مستعد درد و بلارا
محمد مرد عشقش جز تو کس میت

کہ نوشی و سبدم جام جفارا

نہی بازند خباں جز جفا نباشد عاشقان را جز وفا
گر از مرغی شکست است بال پھر کجا باشد حوائے آن ہوا
کشیدہ دامن ادا زناز میرفت ز ہر سومرداں گفتہ دعا
اگر تو مرد عشقش را ببازی ضرورت بر خوری از سہ دعا
کجا بروئے او افتاد چشم از و دیدم ہر رنج و بلا
مرا شاید نہی بخشد کناہی مرا مطرب نہی سازد نوا
بدرد و درد و حیراں ساختن من اگر چه وصل تو نہ ہر صفا
ز درد عشق در مانے عجب تم برائے آن نیستم تا کجا
ہم کس یک زباں ارا بفرمود کہ درد عشق را نبود و دوا
ز لطف دوستی دشنام فرای برآید تا زجاں من دعا

محمد گرد و غم ببازی

ز رنج عشقی یابی بس شفا

اگر زلف تو می کند رستم لعل لب تو کند کرم
از لعل تو قطرہ چکیدہ در جوش از اں شدند خم
از سینہ و دل گذشت تیارب پر گشت از اں بجے شکم
و اند کہ میم از تو غافل بر باد رخت ز نیم دم

بلائے درد

مل تو کند بے کرم

از عامل عشق تقدیر شد
بسیم گروہ بدر و غم
در کوچه شادان گذر کن
می باز دران گذر و رم
وزن خنجر و پنجم جوہم
گر بت امیر با سلم
ابوئے تو ہم کیے بلاست
بہر چہ زود است ورنہ غم
میخواند مردمان دیں را
نفراندا و از ان قدم
بروند گمان گر کہ قبل است
در سجدہ و شند بانف و غم

نغمین

بوالفتح حدیث عشق بر خواں

در کار بدر ہم تسلیم

ساقی خواب آلودہ ام غرقاب کن پایا
شاید زمستی گم گنم ہر آشت نایک گاہ را
گر بر معنی عاشق شدی بنیاد ویں را کن خرا
واٹکا د آباداں بکن معمورہ میخانہ را
عاشق غزائے گشتہ ام شد خاطر م و شقی
اکنول نمائندہ است چارہ مسکن کنم و یلندہ را
یارب چہ چیز است آن مدد و دعوی خدائی
در خانہ مسجد ساختہ است در کعبہ تجانہ را
شب انم با بحرے گویم حدیث زلف تو
شب پیاہاں میرد پامان نشد افسانہ را
در خواب دیدم گویا جعد تو بر خود می کشم
بودم پریشان خاطرے باشد چنیں دیوانہ را
مرغ ہوا اندر قفس افتادہ بے دانہ
بے دانہ کا فتادہ بے مغز و ان آن اذرا
ای صدر پریش گیر تا سر حبد را نشانہ کند
شاید خلاصی میدہد بحیپارہ بت خانہ را

نالباش
ن شاید خلاصی ہم در چارہ
پروانہ را
ن میوزد

بوالفتح میسوزی ہی از غیرت شمع رخاں

کاس شامیان ماہ رو سوزند ہر پروانہ را

زوفونے فوشکا لے دل با
بر دجاں از تن چو کہ از کہر با
آں کیے شاہے قباوش و کلاؤ
با وجودم کرد سپیرا بن دوتا
آمدہ ہم باں خدمتے آوردہ ام
اود ہر دشنام جائے مرحبا

کدوار
آدم

ای اہل یک لمحہ صبر سے بچن تا بہ بنیم روئے آن فضل خدا
بت پرستے مشرکے بچوں نے کیرت مطلق کہ مقید لا ولا
شاد باش اے مجلسِ روحانیں گر تماشایش شدم ہر مست
مرداں سے را پیا کی کند من بوئے گشتہ ام مست و فنا
خوب را دیدن ندانم ہر کے اہل دل راشد محمد مقتدا
پیشوائے عشق بازاں نہاں
عشق بازے کہیں در اختفا

ما درم عشق باز ادا مرا شیر اندوہ و درد و ادا مرا
مسک پروردہ بلا غم ہم برآں خاطر است شاد مرا
اوستا و معلم مشفق سبق تسلیم یاد ادا مرا
دوستانم کیے بگویند ما درم از پی چہ زاد مرا
لاجرم خاطرے شکستہ شوم شیشہ سے زدست قدا مرا
دل بوافتح ہم بریں آسود
راضی ہم ہر چہ دوست ادا مرا

اے عکسِ رخت بردہ سر و رخ قمر انگندہ لب لعل تو غنِ جگر
رنگ لب تو آرزوئے جان و دل است درج و مہنت حقہ لعل و گہرا
گرشتہ کنی دل ز جسم زلف پر لپا چوں سر و رواں گر گذری از نظرا
پروانہ صفت جاں بدہم خرم و خندا آئینہ شب کہ تو چوں شمع در آئی زبرا
روشن شود سوز دل عاشق مسکین روزیکہ یہ عشق تو نہ باشد اثرا
غافل مشوا ز سوز دل سوختہ یارب اندیشہ کن از نالہ زار حسرا
یاد آوری از دینِ گریاں محمد گر باشد ت اے دوست گذار کبرا

رویفاب

ہر کسی را در ازل شد قسمت رخ و طرب نام من عاشق نہاد و در مندی شد لقب
 عالم را استعاذہ باشد از رخ و بلا عاشقان را خود نہا شد جز میں قسمت طلب
 سرور اما سر فرازی همچو طوبی شد بلند راست و عدہ نیست لیکن خلق نازدینے
 آرزوے دہشتم در سر کہ عمرے یک و با بوسہ از ذوق مستی یک دو گانے ہم
 لاف احیا و امات چشم و لعلش میکند مردان گویند انا وے من رعب
 عشق آمد گفت توحید را تعلیم کرد من ہم از تعلیم او کہ دم ہمہستی سلب

ہستی طلب

ای محمد ہر بلائے کز مہش آمد ترا

گردے از تو بر آید رقی از شرط ادب

اے خدا یا خانہ خباں خراب زانکہ بنیاد مرا و انداز آب
 خوش بود خمرے کہ باشد پر خفا مستی لعل لبش باشد شراب
 خواستم گراز بانہ بوسہ یک دو ذوقی را بزن و اجواب
 بر لبش بردم گماں آب لیک چہ قریب او شدم و دیدم سزا
 لعل لعل تانے کہ ہم امجو بہت ہم شراب و ہم حریف و ہم کباب
 بی تو از زندہ باغم کی نفس می سز و بر ما گئی کہ صد غتاب
 ز آتش مجراں تو من سوختم سوختم بس سوختم رقم ز تاب
 بر سر ہی و حسب تو دوستی زدم مردان را شد گراں بلکہ عتاب
 وعدہ کشتن کہ دینہ کردہ گفتہ اندا الخیرای جاں مٹی تاب
 لعل با آب و ہن آمیختہ است شکرے حل گشتہ است اندر گلاب
 ای محمد عشق را مداح باش مدح او میگویی ہر فصلے و باب

بوسے

لعل لعل لعل کہ امجو بہت
 لعل لعل لعل زہل امجو بہت

ز تاب

کردہ

زخواباں ہر پہ می آید ہر سحر
جفا و جور ایشاں محض مطلوب
سرشت شاں ہم از حسن و نکست
ہمہ ہنجا را ایشاں است مرغوب
وفا کے کن بوعده یا خلائی
کہ از محبوب باشد جلد محبوب
نظر بر چشم تمت فرض عین است
از داغماض باشد اکبر السحب
اشارت بوسہ شد آنکہ چہ ناز است
کریماں ناز کے دارند محبوب
تو کان رحمتی خوش وقت و اصل
تو عین مہر و مہیچہ محبوب
مبارکباد و محبوبوں را کہ لیلی
ز عقل و محوش اورا کر دشتاویں
خوش آن مرغی کہ در دام تو فنا
بطعم درد و غم گشت است مر بو

مر بو

بدست خویش کشتن وعدہ کردی

محمد را جز این خود صیت مطلوب

چشم پیالہ است کز ویچکد شراب
لعل تو نقل است ہاں تنک کباب
ما بوسہ خواستیم تو دو شے ہی زنی
ایں بہرک نباشد مارا دگر جواب
تو خندہ و زنا ب زنی نغمہ سازا
آہنگ کردہ کہ کنی جان ما خراب
برگوراپو بگذری اسے دوست ناگہاں
یک خندہ بزن کہ بستم من از عذاب
لعل تو شہد خالص وصل تو عین ہے
جد تو مشک و غبر و تو چوں گلاب
مسکین عشق رانی چو کا ندراں
تا دیر می بہمیند رویت کن شتاب
از غمرہ اشہن پرس کہ غنی است یا نہ او
واںکہ چشم خویش بہ میں و بکن عتاب
ترسم کہ خلق باز پریشاں شود چو من
بیرون میاز خانہ بدادہ بجعد تاب

مر بو

مر بو

بوالفتح را گوی بخرد و مندیج

الحق کہ نیست بہتر از منیش دگر خطاب

رویت

بارگرت بردختارنیت رو کو ترا حمت حق یارنیت
 بار اگر بردختارنیت خانه خراب است به بنیانیت
 مودت نامہ دل غول مرد صفا نیت کہ خواہارنیت
 ہر کہ نہ مے خوردنہ مستی چشید مرد صا محرم اسرارنیت
 ہر کہ شے بار روئے سخت رو تنیش عالم انوارنیت
 شہر گم منزل ویرانہ گو
 چونکہ درو خانہ خسارنیت

نہر کے منزل ویرانہ

مرا این ہر دو دیدہ جو بار است گم سر و کنار جوی بار است
 بیک غمزہ دو صد دل بجا شد پس آنکہ بزمیت این و القار است
 ز شکل حب و او پر سی چگونہ است یکے دامن کنت حلقہ دار است
 خیال لعل او سرست کردہ است چہ بادہ است آنکہ قطرہ مست کار است
 چہ عشق آمد برون خود رفت ملامت در و مندی شہ کار است
 جمال و جلوه عاشق نہ بیند کہ در کوئی جواب نہ نگار است
 بحق الحق ابواستح آنچہ گوید

تیر

یار

چشم

محمّد پچوا حمد حق گذار است

چو کار عاشقان رسم دتا نیت بلائے سخت بس خوف خدمت
 اگر کیا شوی با عشق و بادہ دوائی شد ہمہ یک تن بنانیت
 امید وصل و ترس چہ ربخاست یکے شد با من و ما کی کجائیت
 بزن دستے یکے تحفہ برآور بکن رقصے نوائے خود تائیت

تکے شد با من و ما کی کجائیت

ترا بیگانگان مقصود و مرضی گناہ آشنایاں آشنائیت
صبح انجیر روئے مہر افروز مسارا انجیر جد شب نہائیت
ترا در سر حوائے بادشاہی مرا ہم افتخار من گدائیت
وضوے عاشقان از آبِ خون است بتے را سجدہ و رد عوی نہائیت

محمد عاشقی بہرودہ کارے است

و لے آفت ویر عالم و نہائیت

ایں فصل بہار بوستاں است ایں گاہ نوای لب بلان است
ہنگام کنار و بوسہ نیست ایام وصال و لب بران است
ایں دور شراب وقت باقی است ایں روز حضور و کستان است
ایں مرغ ز جفت خویش یاد آر ایں شرط نشان آشنان است
گر یک نفسے شود میسر بایہ زیر عمر آن است
ور در سراں نفس بر آید جان و دل و تن گوزیان است
از ساقی سادہ مسل میگوں یک بوسہ اگر شود اشارت
بوافتح شدی تو پیر لیکن از محل لبش ہاں چہان است
ایں شیفگی مہوز برجاست میل تو سوئے بتاں ہان است
گفتی شدہ ام صبور مہبات این نعرہ و سوز ہچمان است
ہم جان و سر تو کایں گمان است

ایں شیوہ تست بیونالی

بوافتح اسیر جادوان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست زانکہ درد و رنج و غم باز تو نیست
کیست کو عاشق نشد بروئے تو وانگہے در کوئے تو خوار تو نیست

باشد

رسم ماحفظ و فساداری بود جز ہیں جبر و جفا کار تو نیست
 بر حسین جان ہر بیدل بہ میں باشد ہی ہم داغ انکار تو نیست
 آن رقیب بد گہر گوید مرا باز گرد از در برو بار تو نیست

ای محمد آہ و نالہ از کجاست

درومندی بچکس یار تو نیست

درویدہ بجائے خواب آب است دیدہ پے دیش نشاب است
 گرمیت شراب و ذوق سستی نزد دل من جہاں خراب است
 معشوق چشم جا بنے دید بر عاشق بیدل این غلاب است
 گرتزک مراد ف خطا شد بازوش قوی میں صواب است
 گنگوں مرزا چشم غم غم شد آن قطرہ کہ میچند گلاب است
 دشنام دہ و زن قفاے جانان بہر تر اثواب است

بوالفتح تراست نام عاشق

ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساتی چو مالالہ کر دست بھوئے من ز لطف اقبال کر دست
 سوار مست من در یک قلاچے چو من موداں دو صد پالاکر دست
 ز دور او میرسد تیغ کشیدہ دل و جان پیش اتعقبال کر دست
 بشارت میدہ طیار بخونم کہ ریزہ بار نیکی کو فال کر دست
 خطاب عشق شد اورا مسلم کہ بذل نفس و جاہ دہال کر دست
 خیال محسوس اورو ہم کشت خیال زبان عاقلان را لال کر دست
 پریشان کردہ ز نفسین خود دید محمد را لقب ابدال کر دست
 جمیل من جمال اللہ رویش جمال او حدیث اجمال کر دست

رخش سُرخ و سپید است تہلارا کہ ایں شیوہ چندیں سال کردوست
 ابو الفخا ترانا سے بلند است
 مگر سروے ترا پا مال کردوست

مرا تا جاں بود در تن محال است کہ گویم جز تو سے را ہم جہاں است
 اگر ساقی تو خواہی بود مارا بدو باد اکے خوردن جلال است
 دگر یارے بدست خویش میدا ترا تقوی درین صورت و بال است
 نباشد عشق بازی را نشانے مگر کہ ترکے باد و بدل مال است
 سخا ہم پرودہ بروے تو ہرگز حسیانت لیک از عین الکمال است
 بتا باطل عمر و عشق بازی کمال اندر کمال اندر کمال است
 ترا ہر روز بر سرے و قوفت

مرا ہر دم نزول ارشمال است

بر دے خوب و بدین اعتباریت بزلف یار بستن کار و ہاریت
 نظر بروے خواب نیست مہمی سخن در بوسہ و جزیکہ کناریت
 قد و بالاے او سر و درست است سرین و جہد بر کہ شستہ ماریت
 ہوا در نفس عاشق حاشر لشد بلاے او خیال و صلح یاریت
 درون ٹیشہ رنگ آمیزی نیست مگر بر لوح دل نقش نگاریت
 جہاں در فوق مستی و تمتع دل مسکین گرفتار نگاریت
 مسلمان مرافرا فیضیا ازاں بدخے خود میں شہواریت
 تومی نازی جہاں و جاہ و خوبی مراد فقر و خواری افتخاریت

محمد پیر شد در عشق بازی

کہ اورا عشق بازی اعتباریت

عشق بازی خط کہ بجان است
سحر من زیر پائے یار من است
جان من خاک راہ جانان است
رو ی او عین روی احسان است
باصرہ گشتہ عین انسان است
وصف اور انہ خدا مکان است

رہن

ای محمد ترا مبارک باد

دل و جان و تن تو ہاں است

مبارک نے تھے باشند کہ بعد از و جانے بہت
نداری آگہ از عالم چہ دانی درد و سوز من
چہ لذت دارد آں حلو کہ خوانند کشتی خوار
مرا گوی بیار من وے بگذار خود خود را
مرنج از من نگارینا کہ بے از رحمت بود
اشکرت بوسہ کروم چہ افتد در دوان تو
زنگی دان تو کہ شکر بار می نامند
میان عاشقان تو مرا اجر جانے بہت

آہنگی

آخراکے بہت

مسلم دعوی عشقت نباشد جز محمد را

کہ ترک جاہ خود کردہ آلبے ہم مذال بہت

آں یار یار نیست کہ از وی فکار نیست
ہر تیرہ غمزہ کہ ظرف چشم او کشود
جائے عزیز نیست کہ او اسکار نیست
ہموارہ جان پریشان دل را قہر نیست
آں را کہ دوست و لرم او در کناوت
اندو گیس سپرانی گریہ زہر چیت

بولفق را چہ پر سی حاش پگہ گشتہ جز در و مند کیس زار و زار نیست
او پیر گشت و در ہر جفا بے نمود امروز جز بکاسے و آسے بکار نیست

۳
طند و ہم طرف دہ

بسیار دل چسبیدہ و ہم ہر طرف دید
حاصل ہجر نگاہ و دور و وفکار نیست

شہر نہ باشد کہ در و خانہ خوار نیست گہ نہ باشد کہ بر شیشہ زار نیست
باو نہ فوسد لکڑاں سونٹہ و در بند بدمن مخمور نہ باشد کہ جاہ خوار نیست
ہنیت اگر علم بہ ستار و کبر شد زلیش و دستار کو حریف آن نہار نیست
درد کہ در ماں نمود سوز بہا زد کشد بہتر و خوشتر بود کورخ اغیار نیست
دل کہ در و چاشنی سوز دل افروز نیست دل داو گل است و خرم دار نیست
من ہمہ شب خفتہ ام یار مراد کسار فارغی از وے و یار در غم پزار نیست
خواجہ بوا لغت را گو کہ سلام علیک نومہ آسودہ کبست زحمت بیدار نیست
صبح قیامت دید نفسخ بصور آدہ صبح کجا نفخ کرد و در جہنم زار نیست

سید کیسو در از شد سخن تو بلند

کو تہ کن چہل کسے محرم اسرار نیست

شراب لعل میں شیریں شرابیت لبانش میں عجب نکہیں کبابیت
چہ جائے طعنہ عاشق مبتلا را کہ بے خویشے و سر متے خرابیت
سوائے بوسہ کردم او بند و دوش چہ بس مرغوب و شیریں تر جوابیت
چو ترک غمزہ تیرے بر خطا کرو بند و دل خطائے باصوابیت
زبانش را بھوشیدم لعابش شکر دانے بتلا بے یا گلابیت

چو حرف عشق خواندم گشت مرقوم

محمدر اکتاب عشق بابیت

مشتوقہ من ز نسل آدم نیست حوری ست پرست یا خود انہم
روح القدس است روح رحمت نور متشعل است مجسم نیست
در وصف چگونگی و چونی جز نقطہ سراسم عظم نیست
خال و لب او شب است و روز دیدی شب روز را فراہم نیست
شادی ز پسِ غم است و غم از پسِ ہر یک زد و گردا و باہم نیست
مارا ہمہ غم است و شادی نیست اورا ہمہ غم می است غم نیست

اں بوالفتح شاد باش و خرم

مشتوقہ من ز نسل آدم نیست

کشتہ جدا و دام ہو ایت دو گوشہ ابرو اں کنج بلایت
رخ تاباش شمع شہر افروز لب خنداش چمن میانہ جاہیت
کنار عرق دریاے محبت نشستہ درد و غم چو آشنائیت
چہ پندم میدہی ای خواجہ زاد برونے خوب مارا ابتلایت
نظر کردن بخواب دین سعدیست محک ازل دل را مقتدایت

اگر سعدیت حے چشم بانی

سفر افتد محمد رہ نہایت

اگر ز ماہ من بطریقہ درآمدہ است گوئی کہ آفتاب ز مشرق برآمدہ است
سلطان خوبرویاں و سالار و سبیل حن و فریب و نک چاکہ آمدہ است
از صحبتش میسر صبرے نمی شود آئندہ ما زین است خلقتش برآمدہ است
خوب از کس نہ بیند خوش نعمت نشود از ما درازل ہمہ کور و کرآمدہ است
بہران کسے بخدا ہنگامہ گرفتارش با در و سوز بودن مثل ترا آمدہ است
انکار و درد عشق و محبت کسے نہ کرد الا کہ زادہ بود کسے از خرا آمدہ است

۱۔ بروز دوشنبہ بہت و غم ذی قعدہ شنبہ ر فرمودہ شد

۲۔ بروز دوشنبہ ہمہ دی النور شنبہ ر نظر درآمدہ شد

یاراں عشق باز یکے تحفہ بشنود
سیس تنے بنقرہ وزرور برآمدہ است
اسرار و در عشق ابو الفتح را پیرس
کو کہنہ در منداست عاشق سرآمدہ است

مرغ و لم بدام محبت اسیر شد
باز او جو انگیر در قفہ برآمدہ است

شراب عشق را لعل تو پیا نیست
بہر کہ پر دہی سرست و حیر نیست
سر زلفت کہ دام صید دلہاست
جہاں گزشتہ دیوانہ پریشانست
لبس و سیہ خاے براں لب
دریں صورت جمال کفر و ایمانست
تو در عیش و خوشی احسن نصاف
مرا گوئی کہ دروت جالے دربانست
ترا با من ہمیں یکس و عداوت
مرا دل ہر نفس اسی یار خانست
بالہ من دریں پیری و گزینہ است
مگر کہ دل گرفتہ ارجوانست

محمد پر شد عیش ہمیں است
ہمیں با کو دوکان گئے و چوگانست

گرد آہ حق ترافسراغ است
امروز مولے کشت باغ است
جز دلبر دیا حکایت او
و ہم است خیال و نزل لاغ است
وہ دیدن سوے رے غنیاً
بر سینہ بارنگ و داغ است
جز پرور تو سرے ندانم
بر کرسی و عرش ہمداغ است
مرغ دل من بدام شخصہ است
طاووس نہبتش کلاغ است
ہم سر و لبند پامال است
ہم کبک بدان خرام زغ است

ابو الفتح بن نقد و قوت خوشنماش
گرد آہ حق ترافسراغ است

کف پایت ملے با جلالت
لب لعلت شراب بے طالت

۱۔ بروز یکشنبہ بت و سوم ذی الحجہ ستہ سفر نمودند
۲۔ جہد و از دہم محرم ستہ مرد و غم فرمودند

حکایت امر و شاب حسن الوجہ نباشد خبر وجودت را مثال
 جہاں تا بود غواں نہیں بودند نہ بودہ است بیچ خوبے کلمات
 نباشد سرو زان حسن رفتار نباشد قاتلے برا عندالت
 بے حور و پری دیوانہ تو بے انس و ملک ہم و خیالت
 دے بے توحیاتے عاشق اللہ زمانے بے توبودن وہ خجالت
 ترا علمے کہ روئے یار نہ نمود مخوں علمش کہ بہت میں جہالت

شبے باہاروئے خوش غنودم

محمد بودہ ام و رذوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق بازیست نہ با حجراں و وصلت کار ساریست
 جمالش عشق مارا مبتلا کرد چہ باشد وصل بھراں ایچ بازیست
 اگر باورد دریاں بہت کا رہے حقیقت دال کہ ایں عشق مجازست
 ز عاشق گریہ و عجز و ناسف ز معشوقہ تکبر سرفرازست
 فدائے یک نظر ہو و جہاں باد براں غمزہ کہ غمانی غازیست
 کنار و بوسہ عاشق را ہوس نیست و گر بہت عشق نیست ایں دیر گذرست
 لب تو با ہم آلودہ گرشد نگارا نیست غم با غم نازست
 حدیث عشق عاشق را چہ نسبت چہ عقل بوعلی و فخر از نیست

محمد عشق کھپا کسب از است

محمد عشق بازی بے نیازست

میگوں لب مرا صفا نیست آں ایرغزیرا و فانیست
 گر تیغ زند حلال راست و روم بزخم مرار و انیست
 ای ترک ز غمزہ تیر کشش سیعہ عرف است ترا خطیست

۱۔ حضرت اکبر حبیبی ایں غزل را در جوائع الکھلم در لغو نامہ روز شنبہ بہت و پیچیدہ الاصل سنہ ۱۰۸۰ شریک کردند۔

میگوئے لکھنیک

عشق آمد و قتل سخت بر بست در آمد و طایر سو انیست
 فریاد از آن جوان خود کام میگویند نیک را جز انیست
 من عاشق و مبتلائے دم هر چند از و بجز جفا نیست
 تو وعدہ بکن خلاف یسار کایں وعدہ بجز برای نیست
 آں پیر بن وجہ و در بر در عالم دوستی دو تا نیست
 بوالفتح اگر تو عشق بازی در نزد حریف جز دغا نیست

لب میگوں او پیمانہ ماست شکل جعد بند پچانہ ماست
 شکستہ خاطرے دارم چراغ کنوز غیب در ویرانہ ماست
 خیال زلف و رشب آریک بہ تنہائی ہر افسانہ ماست
 مرا فرازی چہ می بازی بریں فراحم زلف تو از شانہ ماست
 نباشد سرور ہر گز گل و بار مے با بار و گل در خانہ ماست
 اگر عشاق را دانی نوائے کمال نعمہ در سر خانہ ماست
 بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است
 محمد عاشق و دیوانہ ماست

دل و دین در خیال آن جوانیست کز و تاراج شد ہر جا کہ طاعت است
 ز گردش چشم او این دین آمد کہ ہر خطہ شغلے نا توانیست
 درون خانہ خسار بہ نشیں کہ از اندوہ و غم دار لانا نیست
 اگر چہ غمزہ اش ترکیت خوین لب میگوشتن شیریں زانہ نیست
 کہ از ہر کہ رویت تیز بیند کہ نہ کان ناوک اندا بر و کمانہ نیست
 بلال ابرواں دیدم بشائے کہ قرص بد ز روش نیم نمانہ نیست

یقیناًں ہر دوسب برہم نہاہ شدہ بے شک گمانے درگاہ است
 لب و دندان و آن رخسار و او گو اہی میدہ کہ حق ثنائے است
 محمد پند و بوفستج خود را خدا را در نہاں پیدا چہاںے است
 عجب دارم ازین مردم کہ گویند کہ در چشم تہاں مرنہاںے است
 بحق الحق و دیدم آشکارا
 کہ مردم چشم من عین فلاںے است

مرا با این جہاں کاے نامذہ است خراب است نہ فرخار نامذہ است
 ہر عالم گرفتہ است در وادندو جوانے مت و میخوارے نامذہ است
 ازین وحشت کہ رہ باغم گرفت نہی کارند جز خسار مغیلا
 نہ بینی خبر وہاں را و فائے درخت خوش وے از بیخ افتا
 نہ بینی شادی و روف و در چنگ ربانے شکستہ راتارے نامذہ است
 جہاںے خفتہ اند و رغبت دے ہتیار و بیدارے نامذہ است
 دکان و عمت و ارشاد و بر بند ضرورت شد خریدارے نامذہ است
 بخرو مع و دروغ و اقرا نیست بلے و نیا و دین و اے نامذہ است
 ریں خلعت سرار و شن چین شد محمد یسج رہ کاے نامذہ است
 ابو الفخا ازین عالم سفر کن و میدہ است صبح اسحاے نامذہ است

الاکیسو در ازا طل و عرضے

جہاں را نامذہ است آسے نامذہ است

و ان تنگ اورانے کشادہ است کہ ہر لفظے شکر پائے قتادہ است

گر گرفتہ درو

اشکستہ

تا دے

بے پیر فلک را بود تو لیسید ز گیتی چوں تو فرزندے زاده است
شکل جسد او مشکل بلائے کہ پائے دل کے زو کم کشادہ است
خوشم از دل ترا کیس دوست دار خوشم از چشم کو عین و داد است
زبان من چہ بس شیریں نہایت ہمیشہ نام تو در گفست و یاد است
بگو دشنام یا فراموشی کہ عاشق را ازین خوش تعبیا است
پناؤ کو میری چوں نگیرم کہ تکیہ اوست بر مے اعتماد است
بہ نعل برودے راستم من بلند است او کہائے ایثار است
ابو الفحاح تو زرد عشق می باز بگرداں مہرہ بر تو اعتقاد است

محمد راز توئے آرزوئے

گر بینی کہ سیر و نہادہ است

مارا نظرے براں جواں است کو چشم دل است و عین جان است
لعل لب او دے مکیدم از آب حیوۃ خوش نشان است
شیریں سخنے است آن جوانا گوئی شکریت پروان است
از شہد و شکر کہ بادہ سازند از لعل لبش ہمیں چکناں است

فلطیدن چشم او نظر کن

مغورے مست و ناتوان است

ہر کہ اجانش نیست جاناں نیست ہر کہ بادہ نخور و مستان نیست
عشق بازی چہ خوب خوش گاہیت لیکن ای بایک ہلج آسان نیست
عشق بر خیال و خند نہایت دین است ہر کہ عشق نیست ایساں نیست
درینا بد جسم یریم عشق کئے آنکہ بیرون ز غوش و خوشی نیست
کو کہ تن را سپرد پر چو چکاں جز کہ مشتاق زخم چو چکاں نیست

ترجمی دوست دارد

خط

نیکوں رحمت خدا مستند
باب رحمت کشادہ دربان نیست
صل او ختم سلبیلے داس
بر سبیل است طلاق مہمان نیست
نیت کس را بر اس سبیل سبیل
آنکہ او پست نیست بجان نیست
بر عین و شش پہ پیش جان آدم
حکیم دوست را چو فرمان نیست
ایں سرین لبند و جعد دراز
جز کہ ما بر سیاہ و کھسان نیست
جعدا بر سر ہی چو ابد است
طور را بر شد و پریشان نیست
درد و درد بہ ترا ہم درد
ہیچ گونہ ہمید دربان نیست
گرچہ پیری ز عشق توبہ مکن
منکر عشق جز کہ نادان نیست
ای خوشاں مرد آنکہ گروی کرد
آخر الا مرزاں مہمان نیست
آنکہ بے منتقبش تو اس اسود
جز میں روئے خوب جان نیست

آنکہ او پست نیست بجان

سیاہ لبناں

خوب دہاں

ای محمد بدر عشق میر
وصل احباب کار آسان نیست

بے درد و سوز عشق ترا اعتبار نیست
آنکہ در دینیت خود او در شمار نیست
با درد و سوز ہست و لم را موانست
بے مونس عزیز دلم را قرار نیست
از لذت وصال نصیبے اگر رسید
خنج ہماں لذید و بے یار نیست
مرد قمار باز کہ جان و جسم باخت
بازندہ او ست جز زبان افتخار نیست
کشمیر و یا چگل کہ سخباں نشان دہند
ہائیکہ زاد گشت مناش و یار نیست
تا چند پھو کسو کہ سر سرازے
و انم کہ شلخاں شجرت زیر باز نیست
گر بوسہ ہی ز جہالت چہ کم شود
بخلے مکن کہ حسن و نمک پایدار نیست
بحسن خویش شیش منازای جوان من
حسن و شباب را بخدا اعتبار نیست
دروصف جعدا و چہ زبان اکنم دواز
زیرا حدیث زلف ترا اختصار نیست

جز کہ ہماں

بواستح پیرگشتی و شرعے منی کنی
جز عشق روئے خوب تر هیچ کار نیست

سرد اسرار سرفراز چیت	چنگ را این ساز و این آواز چیت
گر نخواهم بوسه از توبه و	بر خیال و ہم چندین از چیت
این جہاں را سر بسر دیدم گوں	سفر و بی مائدہ است در باز چیت
گر ز مہری و وفا بوسے زدی	خوب کردی و انگھے ایک از چیت
جز خدا اگر نیست دیگر را وجود	سرچہ باشد استنار از چیت
عشق گر عین وجود ما بود	عاشق و معشوق را نہ از چیت
گر ترا با یاد خود شد اتحاد	آں قوی و این منی را نہ از چیت

لب بلبے دم تنک تر بس یک
قل محمد لایحوز و جان چیت

ہر کہ آمد دید چہشت مست رفت	ہر کہ دید آں مست را نہ رفت
دل کہ بت رویاں زمین برود نہ	بر مثال ناوکے از شست رفت
ہر کجا سروے بہ بتانی برست	پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید و و گیسویش شدہ است	مرغ جانم از قفس بر جبت رفت

شب خیال محل او آمد رواں
ہر چہ جز توبہ و از دل شست رفت

دولت عشق را زوائے نیست	وصل معشوق را ملائے نیست
عشق را شبہ و یا نظیر مہاں	عشق را صورت و مثالے نیست
عشق ہم خویش خویش را ز دوست	پدر و مادر عم و خاے نیست
عشق را درۃ الیتمیہ و اں	صدق و بحر در خلائے نیست

م عشقِ امور

ر
ہر دو لبِ حلقہ است
خط وسط
تا توہینِ راجن

عشق را عیب عینِ عینی نیست
عشق را مامور ز امرے نبود
از لبش بوسہ بخواسم من
ہر دو لبِ حلقہ و خط وسط
آنکہ از خوشتن بدر شدہ است
منم آن عاشق کہ بے غرضم
حاصل عشق ہستہ بہا تے
عشق از وصل و ہجر بیرون ہست
عشق مرغے است از قفسِ بریا
آب اندر سحابِ نزالہ بہ ہست

الحی سخن ز عشق گوے

عشق در رسمِ قیل و قالِ نیست

مرد معنی از جہانے دیگر ہست
ز اولِ شکرانہ سردارم بہ عشق
یار مارا روے چوں ماہِ تمام
جد گویم کار سر از بیت عشق
عشق حاصلِ نیست از تسلیم کس
بر سر کینگر زلفش سر بیت
کے توں گشتن بگرد زلف و روے
آنکہ در راہِ یقین سر سودا
کشنگانِ غمزدہ معشوق را

گوہرِ لعلش ز کانِ دیگر است
تا گوی کیں فلانے دیگر است
بر رخِ زیباش شانے دیگر است
عشق باز از اُشانیے دیگر است
ایں سخن را ہم بیانے دیگر است
چوں بھی منیم جوانے دیگر است
زانکہ سازِ ایا سبانے دیگر است
ہر سرے صاحبقرانے دیگر است
ہر زماں از لطف جانے دیگر است

عالمے راول بشد از غمزه
این جنس تیر از کمانے دیگر است
با گرو ہے شد محمد خوب دید
کال غریزاں را نشانے دیگر است

این بازو کرشمات که آخوت
صد پارہ دے شدہ کہ اندخت
من سوخته ام نہ مهر شمع
این آتش غم دگر کہ افروخت
تن چوں نے خشک شد نہ جواں
دل ز آتش درد خوشین سوخت
سیل نہ خرد نہ نیم جوہم
مجنون دوجہاں اگرچہ بفرخت
باحن و نہاک بد است مخلوق
آں شیوہ و شکل را کہ اندخت
ایں دوش زدن بنا زو غمزه
لب خندہ کردت کہ آخوت

تن چو یک خشک شد
نہ جواں

جانے کہ ز عشق باز باشد
بفتح گلے است یا کہ کیخوت

شراب عشق در میانہ نیست
کہ اورا جامے و پیمانہ نیست
بود جائے یکے جدے درازے
کہ اورا عاشق دیوانہ نیست
سر و عشق را چوں قول عشاق
نولے نیست ہم فرغانہ نیست
درین آید کہ خوبے شتہ باز
چرا مرغ و لہر را دانہ نیست
ضرورت میثوم رسوا بہر سو
جزایں چارہ و لہر بہانہ نیست
بود سمعے کہ در عالم برافروخت
کہ بہر سو عشق پروانہ نیست
زہے جدے کہ دار و شہسوارم
کزاں افسانہ خالیانہ نیست
دور قطرہ ز لعل او یکید است
خمے نہ بود کز و نیشانہ نیست
مرادیدہ شدہ زان چشم غلط
کز و در ہر طرف متانہ نیست
کے از جور یا رخویش نالہ
مگر حمیت غم مردانہ نیست

تا
بر

تا
انہ

مختار اب ان گیسوندار د
کہ تار موسے اور اشنا نیست

ما سیم خرابی و خرابات
خوش شست شرابها بنوشیم
صد تقویٰ و زہد را فروشیم
نوشم چو دامن بادہ گرم
در حالت بے خودی و مستی
جز وصف لبست ہر آنچه باشد
جز قامت او کہ چوں الفت
دستے بمیان او نہسایم
دیدم کہ گلستان و گلخن
بر خواجہ سے فروش رفتم
خندیدہ سخن گفت با من
آن مجھے نیست در کشادہ
ایں شاہ سے بنام خویش
تقویٰ و صلاح و فساد و ایمان

لائے

ما سیم شراب و یار و طاعت
لاقیم ز یک دگر ز تراست
یک جرہ خوریم از خموشاست
لا بد کہ بلا قسم از کرامات
گوئیم اگر چه صد دلالت
از ہر دہے کہ بہت خرافات
قد و گیریت عین الایات
چیزے بمیان نہ بود سہیات
پس گلخنیاں شدند سادات
گفتم قد سے ہوئے اہات
دستار فروش و این فیات
تا ائی تو بجمہل اوقات
می بایدت باخت اخیالات
یکجا نہ شوند خفایا و لات

بوالقلم محمدی توحید
بر شاہد اوسلام و صلوات

یکدم بیا در بریش از دل شنا خواست
زاں چشم مست او نگرا فلطیف و مردم ہر طرف
ای شمع رخسارش تراکز تو جہاں روشن
بہر فریض تو از جہاں دعا افاست
وہ غمزدہ را بگرکز و ہر سوبلا افاست
وے لعل میگوش چو گل از تو صفا افاست

تو

انگور بتناش پر میں باب حکایت میکند
 تو مہر وازی میکنی و انم مقامی بیشہ
 ہر دم ہم آہم آنجہ از سر و ما خواست
 اکون نمادہ معتمد از تو دما خواست
 تاگو شانی رازند از من نوا خواست

بوالفتح گر عاشق شدی میوزا کون مہدم
 از سینه عاشق ہیں در و دلا خواست

قربان آن کماغم کو عین ابروان است
 چشمش چہ شوخ دیدہ است ہر خط ہر طرف
 گشتہ آن لبائے کو صاف ہے چکان است
 مردم خراب کردہ است او فتنہ جہان است
 من گلبنے نہ دیدم بے رنج زخم خائے
 سیلاب چشم عاشق غرق آب طوفان
 کوہ سرین جودی آنجا قرار جان است
 زندیق و ملحدے شو دنیا ہمہ چنان است
 جڑیں دگر نہ دارم حاصل ازین جبل من
 ایماں میان سینہ جانان میان جان است

در دل مرا خیالے لب بر لبش نہاد
 بوالفتح را پرسی گوید ہاں گمان است

مست و خراب نیم شب سیدہ کشان رسد
 سرو بہار آمدہ است سبب و انار باراد
 جامہ کبر شاہ ترخوے جکان برآمدست
 ہر کہ بدید در رکوش از تہ پامہ آمدست
 ہر کہ سرین او داروے دلبری طلب
 ہر کہ نہ دیدے او ہیچ ندید در نہاں
 ہر کہ نیافت عشق و کوئے و ہم کراہست
 ہر کہ بگویم بگو کیس سخن در آمد است
 ہر کہ بواطلب کند کوز خرے برآمدست
 عشق بازی و مہاج جمع نمی شود ہستا

گر تو محمد منی منکر عشق مامشو
 مرد کہ عشق باز نیست بندہ بدست خرامدا

جائے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت
 دل بخت تریشے دروں سینہ دل ہمین پر شدہ است
 یاسے گزیدہ ایم کہ وقتے وفا نداشت
 اسی نادر لگو کہ تو از خوب چشم بند
 دروے برآمدہ است کہ یکدم دوا نداشت
 از جو یار اگر تو بسالی رود ۱۰ لود
 تکلیف لایطاق خدا ہم روا نداشت
 خوش باش اسی عزیز کہ از درد و غم منال
 معشوقہ نہ بود کہ جور و جفا نداشت
 از تکیہ سرنیت کہ کوہے است قایم
 این عالم فاست وقتے بقا نداشت
 جزایں دگر وجودے پیش اتجا نداشت
 بیچارہ لولی کہ کسر و پاش برہنہ است
 وقتے کلاہ بر سر و در بر بقا نداشت

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ

بیچارہ مفلکے کہ جزایں ابتلا نداشت

عاشق را شراب بیہود است عاشق از لعل یار آلود است
 ہر کہ جاں را بدست یار سپرد فارغے بنیاز و آسود است
 از پئے وصل یار ہر چہ کشید صدق و پاکذب جملہ محمود است
 ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت مردک خوار و زار و آلود است
 جو محبوب و طاعت عشاق دین دیرینہ رسم مہود است
 ترک من مست نفس می جود ہم جگر نخیست پیش موجود است
 ای محمد تو لمحہ شدہ

یہی امر در راچہ محبوب است

عالم حسن را بقائے نیست شاہ شوق را وفا ئے نیست
 طالب وصل مرد بے شرم است کہ از تلخ تر گدائے نیست
 درد آشاہ راچہ لذت و ذوق جام فخر را صفا ئے نیست
 زاد پیر بہت بے تدبیر کو دک طفل را رائے نیست

شخص طاکس وجان رو بہ را
جز وجود و گر بلائے نیست
چنگ بشکستہ را باب ساز
مطرب کہنہ را نوئے نیست
ہر کہ ما پختہ سوخت خام ماند
بار دیگر در اپنا ہے نیست
آئینہ گشت ہیچو تیغے
مصقلہ ضائع است جلالت
پارسانی و عاشقی مہیات
عاشقی جز کہ نثار خوانی نیست
ہر کہ باد رساخت و زار بمرود
درد اوراد گردوائے نیست
زینہاراں تو نرد عشق مبار
شیوہ آن بجز دغائے نیست
شارب خمر را خمار بلاست
جز خموشی و گردوائے نیست
گر ہمیری بدر عشق ہمیر
مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدا ہے

جز خدا ایم و گرد خدائے نیست

ہر کہ با خواں بدخوا آشناست
غرق در دریائے رنج و ابتلاست
سرو من من راست میگویم ترا
مبتلائے غمزدہ و رمین بلاست
بیدے گزالد از تنگی دل
دار معذورش کہ در روشن دواست
پاکبازانے کہ می بازند عشق
در جمال حق نظر دارند راست
حلیہ سبوح و قدوس است عشق
من کجا و عشق بازی از کجاست
دوش می گفتند متے می گریست
گاہ متی را نمی بینم بقاست
عشق را اگر صورت و معنی بے
صورت او آدم و معنی حاست
ای ابوالفتح محمد عشق باز
جلہ محبوب اند عاشق راقاست

در مندے گر کند فریاد و شور

قول لا آمن طمسم گوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست
حدیث درو را افسانہ نیست
عجب باشد اگر شمعے برا فروخت
کہ گرد او یکے پروانہ نیست
ز شہر خوشین و از یار دورم
خراب از خاطر ویرانہ نیست
کے کو قہ موزون ترا دید
عجب جامے استایں لعل لب
سراے خوب رویاغم گذر شد
تعالیٰ اللہ چو تو بھانہ نیست

محمد درد مینوشی مخور غم
دریں مقتل چو تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو دگر نیست
ز بے دوستی کہ کس ازیں خبر نیست
بجز عارف کہ بیند روئے خوں
چہ بیند آکہ را نور لب نیست
عجائب خلوتے دارم میر
من و آن یار بہت و کم دگر نیست
حدیث قدح جہاں جو اورد
چہ گویم قصہ او مختصر نیست
گرا و دور بر تر ابا سے بہ خشد
ترا آمدن بجز کہ پیش در نیست
بتنک مست من گفتم کہ نقلست
بجز دل بیج شے ہنر نیست
نہا شد عاشقان را بیج محرم
کہ تن را از وصال دل خبر نیست
نصیحت گوئے نادان را چہ گویم
کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پارسی

محال است عاشق لدا و بفریت

ہر کہ دل را بزلف یازہ بست
از بد و نیک ہر دو کون زست
ہر کہ از لعل یار جامے خورد
ہر نفسے ہچو من بود سر مست
ہر کہ بندہ شکال جہدے شد
گرہ عقد عقل را بہ گست

از مر صدق ہر کہ زوق قدمے دست زافات رنج وقتہ بہت
گشت در باغ و گلبنے کردم چہ تو سروے در اں طرف کم است
ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد
سمجہ بوالفتح با فراع نشست

رویف حا

نظر بہ نیکو اں نیک است ممدوح نباشد منکرش جز زشت مقبوح
اما نے سید بہ لعل لب اد مرا کہ غمزا کش کردہ است مجروح
بخوشی بہت دستے زدستم بنودہ است جگر گمان و وہم مسخ
تو اے زادہ گو عشاق را پسند کہ بدین می شود اں شخص منعموح
چرا محزون خوشانت فارغ از غم مگر لیلی عمر کسی گشت منکوح
غریق عشق را با کے نباشد ز طوفان بلا و فستہ نوح
مرا روح القدس دادست پند کہ شو با قلب و قالب جلگی روح
جمال ماہ و مہر حسن عورا بہ پیش بت رنج من جملہ مقبوح
محمد زہرہ راحت بہ بستند
در درو و بلا گردند مفتوح

رویف وال

مرا سودا از زلفش کرد ایں سود کہ جان و دین و دل شد نیست نابود
مرا از حاصل عشق چہ پرسی کہ جز درو و بلا و غم نیفتد
زہے لعلی کہ آں سمرست دارد دو صد جرہ زہر یک عسل بیود

گزینا
دو چشم گوئی مین پیالہ است
کے مردم سرخوش است و دل بیاورد
خیال شمع رخسارے جلے سخت
چہ پروانہ برآورد از دلم و دود
گداے بدور شاہ جہانگیر
گدا کی کرد و سلطان صدقہ فرمود
تغایے چند بادشاہ نام بیا
گدا راغت و دولت بیا بود
سرن و جعد او دیدم بلا شد
کمر شکست و عظم نیز فرمود
دو چشم دیدہ شد مردم بھیر
بشوخی ہر کجا جانے است بر بود
محمد یار عمدہ کشتن کرد
بکن یک منٹے پار استلا زود

محمد عشق بازی پاک بازی است

کہ ہر کہ جان و دل در بخت آسود

میگوں لبان صفا ندارند
شیریں سخنان و فائدہ دارند
از دل شدگان چہ باز پرس
دردے دارند و اندازند
در سینه بجز خیال معشوق
چیزے دیگر روا ندارند
معشوق اگر چہ دادش نام
جہد مج و شنا و عائدہ دارند
در پیچہ زلف او اسیر اند
امید شن را ندارند
جان را تو فداے خاک پاکن
ایں سنگدلاں رضا ندارند

پروردہ عشق غلشتن را

جز منتظر بلا ندارند

دو چشم ناتوان او مرا رنجور میدارد
و لعل سے چکان او مرا مخمور میدارد
دو گیسوے دراز او کہ کردہ است خانہ اویلا
مرا دیوانہ میاں پریشان دور میدارد
دو کوان سرن او گراں سرمایہ ذوق است
شکستہ خاطر خستہ بدان سرور میدارد
قد و رفتار او بنگرب و رخسار او بنگر
خرابی دل مارا بدان معمر میدارد

نہی خواہم دل خود را کہ گرد و قتلے کس
و لیکن نرگس متش مرا مخمور میدارد
ندارد آگهی از دل ملامت گوے بی حاصل
و لیکن مردم مائل مرا معذور میدارد

محمد خوب می بینی نہانی عشق می بازی

مگر کہ جاہ شیخ تو ترا بر زور میدارد

جادہ شیخ

نام

تا کر

سر و ستادہ ماند چو رستار تو دید
طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید
واں خط مشک نام کہ شد گرد روی
روشن مگر کہ سبز تر گرد گل و مید
جدش نگے گذاشت نشست بر سر
مارے سیاہ بست کہ بر کوہ سر کشید
نور صفای عارض آن صحرای خطا کرد
صبح بصدق صادق روشن چو روز
پروانہ دار گرد سرش جان من پرید
شمع رنخے چو دوش صفائی خود نمود
از مے فروش پر سر کہ مے از لبش چکید
لعل لبش بر میں کہ چو مدحش میکند
بیمار بودہ ام صنما کشتہ فراق
ایمان و کفر مرد و گے یک قدم شوند
عیسی صفت خیال تو رھے بدل مید

بوالقح وار ہر کہ شد او عاشق بے

صد گونہ رنج و صحت در دو بلا بدید

رشد

نیم صبح گل را تازہ جہاں داد
عروس در درار و بند بخت داد
بہار آمد جہاں را تازہ تر کرد
ز گینئی گو کے فرزند نوزاد
سلام اللہ علیک اسی خواجہ خاں
بہار آمد رواج کار برد داد
گروکانے بذیل مطربان است
نوید وصل بر شاہ فرستاد
رفیقاں را ہی آگاہی کن
شراب و شاد و ساقی شد آباد
پیائے کردہ پایاں پر سیا شام
ز بہر ذوق مستی را کن ایجاہ
بوصل دلبرے سپار جاں را
نگہ کن تا شوی از خویش آزاد

چنان سوده و فارغ ہی زی
مثال کہنہ پیرے خورده اسما
کجا کارش کشد و امشد اعلم
نشد بایے بہ نقد وقت و لثا
مہر رنج و بلا و محنت و غم
نصیب ما شدہ است اینجا فرما

خبر بردوستان مارسانید

محمد پیر شد و العشق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش
بذوق و رومی سازی خوشت باد
ترا از کو کی عاشق شد است نام
خطاب سوز بر سازی خوشت باد
مراد عاشقی نام بلند است
تو خود سر و سر افرازی خوشت باد
مراد و درد و غم لاف تمام است
تو برجن و نمک نازی خوشت باد
اگر از اہل دل رستی نظر باز
و گر با خوب ہم رازی خوشت باد
شبہ و ماہر وے و کج خلوت
یکے از دیگرے رازی خوشت باد
میسر گر شود و بر سبک تر
ہنہی و نماں و لب گازی خوشت باد
جہاں را کو شنی از جہت تست
بماہ و مہرا بن بازی خوشت باد
شکار تو ہمہ شیران و خوار
بترک غمزہ می نازی خوشت باد
توی سر مست یار تو در آغوش
چراحت اما پردازی خوشت باد

نہادی وصل و حیراں را یکسو

بنقد وقت می بازی خوشت باد

آنانکہ بجام عشق مستند
بہوش ز بادہ استند
گہ در وے و نماز کوشند
گہ بادہ خورد و بت پرستند
بر لوح وجود ہرچہ دیدند
جز نقش نگاہ پاک شستند
از کرسی و عرش در گذشتند
در غرۃ لا مکان نشستند

از رد و قبول تنگ دارند از جبر و وصال دست تستند
 و بیایه و دست و وجود اند عنوان ازل ابد شد تستند
 از کن فیکون رستگانند
 آیند و روند خویش میبندند

فروغ شمع را پروانه باید سلاسل جبر را دیوانه باید
 حریف مجلس با ساده بهتر ندیم و شاد پر شنگانه باید
 نوید کشتنم گر کرد معشوق مبارک باد این شکرانه باید
 مرا بود به غیاں ده برآی تو صاحب قتری پروانه باید
 چگونگی من می مست گردد
 محمد ملک او میخانه باید

بجود پیش هر بت روزناید نهادن سر پیش یار باید
 ز پس انداز چون جود سرین سوی محبوب اسنجه پیش آید
 بیاتانیکه می زد و تپ برانیم نمیدانیم فردا تا چه زاید
 شکال جبر را محکم چه بندی همی ترسی و رفتن نکشاید
 اگر عاشق شدی ای خواجہ عاقل نه اراں در دو غم محنت فزاید
 خنک شام و بس روشن صبا که سر خوش مست یار از در آید

نظر بازی محمد اهل دل راست

دے داری که تا خوبی را باید

بمحمد اندام سید ما برآمد صبا حسی مست یار از در درآمد
 بستم در کشاوه بند بیکتا بر غبت با فراغت در بر آمد
 قدم آنجا بر شد اسب بت من سر اسر از دوا در سر آمد

هشت

از تو ماستی

ای

چیمی پسی مرابت می پستی بت من بت گراں رابت گرامد
 ابو الفتحا ل عشق چوں رید
 مرا معشوق من عاشق ترا مد

چو درد عشق در مانے ندارد فرید شوق پایا نے ندارد
 تو منکر عشق یا اسے مفرما کہیں گمراہ ایما نے ندارد
 یہ داند طعم مست و ذوق مستی من و ترسا کہ پیما نے ندارد
 پزاشیاں کرو و جعد و سرینے پس افتادہ است ساما نے ندارد
 بہا بد واد و دل با واد و دل را کہ بے جا نیست جانا نے ندارد
 بوزیر باز پیرایہ معطل چو صاحب جن احسا نے ندارد
 اگر چشمے نہ بیند دم و دم خوب یہ میں کاں دیدہ انسا نے ندارد
 چگونہ چشم بر بندم زخوباں کہ باب القلب دربانے ندارد
 محمد میکند دعوی محبت بریں گفتار برانے ندارد

ابو الفتحا بغیر بدل و ایشار
 وصال یارا مکا نے ندارد

ہر کہ از درد من خبر دارد دست بر سینہ یا کمر دارد
 آہ من ہر کہ در سحر بشنود تا دم صبح چشم تر دارد
 شوخی چشم و فستہ باز رہد ہر کہ در کوئے او گزرد دارد
 مہوچو من مبتلا شود یکسار ہر کہ بر روی او نظر دارد
 تیرک غمزہ اگر کشاید تیر سینہ را اہل دل سپرد دارد
 کبک رفتار اگر بلبند پری مرغ دل را پریدہ پردار دارد
 حیدر او با سریں چہ منی بازو مار بکہر کشیدہ سردار دارد

نوحی چشم
 سیا زرد

ن
 از

ن
 از

... و ... بہ ہمت ذی فعدہ ... مرزب طرشت

ای ابوالفتح عشق شناس
مرد عاشق کجا خبر دارد

دیدگان را شراب خواهم کرد	جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود میبهرانم خواهم کرد	مذمتی جان شراب خواهم کرد
دست بر جفا و سخا خواهم زد	خانان را خراب خواهم کرد
لب او بازبانم جو شدم	شکر و در گلاب خواهم کرد
ناصبوری نیال ذوق برد	نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گرد ریخ آید حبال	نفس را اخصاب خواهم کرد
خون دل را ز دیده خواهم ریخت	
ناخن را اخصاب خواهم کرد	

تا که با است حبان ما بوجود	ایر از انمی شود خوش خور
من ز اندوه و دروغم نالم	ایر از اطف خود نمی خور
تو که جاد وصال او نه کجاست	هم برین درو شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر	بر که با درو ساخت او آسود
راه وصلش در از بی پایاست	مانده شد هر که راه را پیسود
با تو لغت راست درو همواره	نقد میر تر نه و عده بخلود

ای محمد بن مونس بهشت زیار

بست اندوه دروغم موجود

برو دل را حیا تر سازاد	مقتضی را کند عشق از غیب
همه با عدل راست انصاف	نیست در شرع عشق جز هیب
لعل شیرین بکام خسروده	که شیرین را سپرد ز سر باد

له این غزل را بر زود کشف بهستم ذی قندهر شنیده به غزل آورده اند ای غزل را نیز بر زود کشف بهستم ذی قندهر
شنیده بر رقم محمد بن مونس را بر زود کشف بهستم ذی قندهر شنیده به غزل آورده اند ای غزل را نیز بر زود کشف بهستم ذی قندهر

مغ در دام عشق اگر افتاد
زین قفس می نگرود و آزار
سبب امید راست خوانش
هر که تیرش بخورد و افتاد
هر چه او را شود مزید جمال
در دوا ندوده من همی یزداد
ذوق دشنام یار برد از من
راحت و کز ولادت او را د

تا
منت امید
و عاشقش

ای محمد بجز تو کیمت در گ

بنده وقت باش از همه آزاد

بنده وقت از
جهان آزاد

نمی دانم کس بد خوبین کیس چپا بازو
سوارست می آید سمند حسن می تازو
غبار از سینه می خیزد و جان بد میوز
مگر آن شهسوار من بمیدان گوی می بازو
همه عالم نظر دارد و بجا و مال خود خسر
چه عیب است گرجا من بحسن خشتین بازو
تعالی اندنگارینا چنان موز و زیبای
نداند جز خدای من چنین نقشه دگر سازو
لب لعل و سیاه خال جوش باروم کجا شد
ز بهر مسکین دل بیدل و دوشکر کی طرف بازو

ن نگار
ن کلام

اجازت بوسه گریا بد محمد عاشق بیدل

همه معذوری و اشک ز مستی گریش کا زو

ترا از حال من آگه نباشد
سبیل در دراهم ره نباشد
کس را اگر هدایت عشق کرده است
همی گره طریقه اند نباشد
بیاید خود رو به بوی محبت
و لے در عاشقی گره نباشد
بجان و دل اگر حمله کند یار
حریق سوز غم را نباشد
جفای یار بر چشم و سراسر است
ز جور یار ناله ره نباشد
برین شکل و روش سر و قدیم
چنین حسن و نمک ره نباشد
چه کدو در دهن خندان تو مارا
برای غوری بابل چه نباشد

تا کورا

بر عاشق هر چه از محشوق آید
بجز خنج بجز خنجه نباشد

نه بیدار که چنین این قول را در لغظه و در احکام روز شنیده است و پنجم ربیع الاول ششمین مرد درج کردند
نه ایضا ایضا

اگر طوفان آتش سر بر آرد تباب او تنے چوں کہ نباشد

محمدی مردان عشقش

دو اے درد تو جزوہ نباشد

امروز آن نگار جمائے و گر نمود عارض زدہ است سمد پرده ز رخ گشود
یک خنکے کشادہ جہاں را حیات و یک چٹکے بہت جہاں از آنکس فرو
رخسار گلبن است بش شکرے نمود اے اہل دل گوے تو بر مصطفی درو
سوز فراق شمع بے جان و دل خست پروانہ دشمن آرد آتش ز سینہ دو
ہر جا کہ بہت اہل وے بٹلائے او ہر جا کہ خبر دے او را کند بھود
خال رخس کہ دید کہ از دین خود گشت تر سا شود مسلمان مسلم شود جہود
یک بوسہ کیافت از آن صلے چکا متناہ گشت ہر دم در قفس در صود
گر اہل ہند بید ترک خطا حقن را از دین بت پرستی تو کہ بند ہنود
از قاتلش چہ پر کسی سر ویت بہشت جعد و سرین چہ گوئے با سے بکود ہود

یک چٹکے نہانی بوافتح را بخشش

پہ کوری ز بسب علی ز غم آں سود

مرا باہ روے یار سے بود شبے ہم یکگز شب کاری بود
از ناز و کرشمہ سرفرازی است ز من بچارہ عجز و زاری بود
نباشد بدوش غرت کسی را مرا با سے وراں کو خوارئی بود
اگر درباں نہادہ پیش من چوب ولیکن با سگش خسہ خاری بود
بیک بوسہ دو جامی پر بہیمود حریف و شاہد و میخوارئی بود
اگرچہ غمزدہ تیرے بر جگر زد ز لطف لعل او دلدارئی بود
محمد نیکوئے لیدہ خماریت مگر با مہ رخے بیدارئی بود

ۛ حضرت سید اکبر حسینی ایں غزل را در طغوث (جو جامع الکلم) روز شنبہ بہت و پنجم، یح الاول سنہ ۱۰۸۵ ہج کر دند

درخت

حدیث عشق من افسانہ شد مثال سوز من پروانہ شد
 ہر آن کو دید زلف پاکشانرا سراوشت و ہم دیوانہ شد
 عجب قبرے کہ ارد عشق یارب یکایک آشنا بیگانہ شد
 فلاں زاد بس میگون او دید شراب در دل پیمانہ شد
 شبے جدش بخیفہ بر کشیدم عجب قصہ در ہر خانہ شد
 چنان رنجور از دست تن من کہ بہر درد و غم نیشانہ شد

محمد از حال او چہ پرسے

ضعیفہ ناتوان غم خانہ شد

گریار مرا کس نہ آید در وقت خزان بہار آید
 گرناز و کرشمہ بازم او عجز کند کس نہ آید
 بر بستہ در و کشادہ سینہ ہر خندہ بوسہ یار آید
 متے بجا نہ رسیدہ اندر بر ہوشیار آید
 او خوابد و من نخواہم اورا من عاشق و او بکار آید
 کاریت نہیانیہ دوم دم کز سیو می ہستہ فگار آید

یونم

یا رے کہ بکار کار ناید

آں یار گو چہ کار آید

مایم بیک خیال خورسند مایم بہ بند یار و رستند
 صد شکر فدائے آسمان را مارا کہ درین خیال فلکند
 نتوانم بے جوان خود رست لے خواجہ ہمرا چنین پسند
 اے زاد پند گوے ہمت نتوانم دل زیار بر کمند
 بگذار کہ روے خوب سینم ذوتے بکنیم روز کے چمنند

بیسودہ مخور غم جہاں را روزے دو خوش تر باشی و خند
در عشق اگرچہ درد و ہجرانست صد ذوق و خوشی در دست

بوا لفتح بگوئے کا می محمد

ما یم یک خیال خور سند

آن

مستمان مرا فریاد فریاد نکرده است او مرا گاہے و لم شاد
ہمہ کس در خوشی و ذوق سستی مرا اما در برائے درد و غم ز ا د
ز تو جو روستم تسلیم از من قفسا را این چنین تقدیر افتاد
ز من از لذت و شنام خواباں پریشان شد ہمہ تبسیم و اورا
مرا از آتش ہجران امید است کہ سوز و خاک سازد تا برو باد
غبارے او فتد شاید بران در مدین دولت بگردم از غم آزاد
چنان از سقف چشم میچکد آب ہی ترسم فردا فتد مژ بنیاد

صفاک افتد ز درد و محنت و غم

سلام افتد محمد راست یزداد

جو رجوا و یاری با یار باد در دو غنا و سوزش و غم برقرار باد
آں سر و قدما را و اں مود را ز مارا عمرے بروز و سال و مہ بشمار باد
آنکس کہ رنج دار در بخور خواہم شادی بروز گاش و قوت بکار باد
ما یم و در عشق کہ با وصل نیست کا وصالش مونس ندایم و غم برقرار باد
شادی بروز کار جوانان عشق باز گر وصل بست نچ سنج و ن بکار باد
دو چشم آموان را غمزه است شیر مارا بسوز و درد و غمت افتخار باد
ہر دہرے کہ در پس آنکس سریر د و رکوس عاشقانش ہی سنگار باد
اورا ہمیشہ غمت و با کسرشی غمنا مارا ہمارہ برد و افتخار باد

معہ بروز و جنبہ ہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۰

بوالفتح را چه پرسی زانده درد غم
پرورده همین است ہمیش تنوار با
آں وعدہ وصال کہ کردی وفا بکن
جان و دل محمد در انتظار باد

دل و جانم فدائے آں جواں باد
کز و جان و جہانے گشته دلش
خرابی مانے از ازل لعل میگونیست
خرابی ما شود زیں بادہ آ باد
ندارم رنجش از زید و از عمرو
مرا از دست خود نراید فریاد
من آں بندہ نیم کز بندگیست
تحریر تو خواهم گشت آزاد
من از تور و بدگیر کس نیارم
تو خواهی جو رکمن نوای بدہ داد
ترا حسن و نہک ہر روز افزوں
مرا اندوہ و غم یزداد یزداد

محمد باشدے زیں غم دہی ہم

مگر کہ وار ہم زیں محنت آباد

نئے

جسد موزوں بدام بکنید
لعل میگوں بکام ما بکنید
گر بے بوسہ زندہ بے لبے
بوسہ را بنام من بکنید
ای جواں چاہد بخش کنید
فضلہ زان بکام من بکنید
چشم آموکہ کرد شیر شکا
حیل سازید رام من بکنید
وعدہ وصل کرد چاشت گچہ
چاشت را زود شام من بکنید
نامہ گریبوش بفرستید
برہر نامہ نام من بکنید
بہر دین لالہ ابرو را
تا تو اس وید نام من بکنید
ای جواں پیرا بکن رحمت
ذوق مستی مدام من بکنید
شایدے از کنیز کم سازید
تا زید مست خوش محمد تو
مے فروشنے غلام من بکنید
لعل میگوں بکام من بکنید

نئے

نئے

درخت عشق بے گل بار نبود شمر تلخ است گل بے خار نبود
 بوقت کارگری نکرده است ترا آں یار هرگز یار نبود
 شے گرم رخنه در بر بنجلطه بجز ذوق و خوشی در کار نبود
 محب کاسے اگر عشقه بیازی پس انگه در دهنم انکار نبود
 کسے کو عاشق است فارغ نباشد
 خوشی شسته محمد وار نبود

انکار

باز

بردم

ر
حالت

مرا زلف تو هر اے و دیند که هم در بند شاداں باد و خورسند
 دیم دشنام مارا گوشتاے ز غم چندے قفا تو خوشترے خند
 بدست خویش اگر تینے برائی بفرق تو شود بد دست اسپند
 من از غم بوده ام سال گرفته بیام عشق در غرقاب افکند
 دل من مبتلاے آن جوانے است که سرور است رفتار است کز بند
 محمد پیر گشتی تو ئے کن ترا تا کے حجب بازی و تا پسند
 چه گویم با تو من اے مرد نادان ندارم من دل و جان آرزو مند
 مگر که گاه مردن آیدم خصم بصورت امر دے خوبے خداوند
 کشیده آتیش بالا بخصمی کمر بندے ز زر کرده مکر بند
 ز سے جان کنن شیریں در آنال چنین جاوید دولت بر که بخشند
 اگر جان را بدست او سپارم ز سے عاشق که من باشم خوند

مراد گوهر موسی نیست جز دوست

که ازوے جمله غمها شد پر گزند

دل استاد من هر چه مرا از لطف فرماید بد اماں گیر مش در بر که هر چه از دوست می آید
 چنین حنّے که تو داری نمک چندین آگوست همه عالم خدا سازی بحق اسحق ترا شاید

بجہ اللہ چنانستی ہمہ کس در تنائے تست
وگر نادار درود جسمے کہ خواباں این صنعت باید
دگر عاشق کہ از گاہے بیار دنا بازی
نذانی کند نو سیرت ز فطر عشق گر زاید
نیلون از گاہے
ملا مت گوئے بیاصل نمید است حسن و زیب
زبان آلودہ تر دوار و بدانکہ اثر اینماید
بہر ساعت کہ می بینم مزید ابتلا باشد
بلاے در دو غم لا بد بہر رونے دگر آید

محمد مرد عقلی چرا دیوانہ و عشق

کہ ترک جان و دل گفتن مرا خواہ بفرماید

دل از سوداے زلف یازا سوز
ازیں سودا ندیدہ هیچ کس سود
زبانش را خوش آنکو سود بگرفت
مگر آن شخص ازیں سودا بیا سود
نظر بر چشم خواباں فرض عین است
کہ روشن می نماید عکس مقصود
ز ہیبت عشق از دوزخ دماں کم
بر آرد از دمار عاشقاں دود
پناہ سایہ سروے نشینم
کہ سدرہ بہت بہ آن ظل معبود
ترا اگر حسن ہر روز است افزوں
مرا این درد و غم اندوہ افسوں
ز وصل ازمانے بر بخور و ایم
ولیکن درد او ہر سوارہ موجوں
محمد عشق بازی شیوہ تست
شوداں عاقبت کار تو محمد سود

نود گشتہ است عمرت لے ابو الفتح

رسیدہ بانو دور حکم مقصود

یار من شریکین است چہ توان کرد
کود کے ازین است چہ توان کرد
طلب وصل زو میسر نیست
دہرے پر زکین است چہ توان کرد
اونداند کرشمہ کردن لیک
خلقش این چنین است چہ توان کرد
ہوے چوں بخواسم از لب
غمرہ اش در کیس است چہ توان کرد
چشم از ان رخ چہ گوئے بر بندم
وینش میں دین است چہ توان کرد

ہیبت

بابو

خلق او

پند گویا ز پسند خود باز آئے بے زخ دل حزن است چه توان کرد
نقش او بر جبین جان و جہاں ہرچہ غم نام نگین است چه توان کرد
عالی از جہاں او بر خور و خواہی شیطان بعین است چه توان کرد

از پئے کہ سہرین و حبیب دراز

میرا واپسین است چه توان کرد

خبر و بیاں اگرچہ بسیار اند شیوہ و شکہا سب دارند
ہر کسے شد اسیر ہر شکہا ہر یکے در خیال و پسند دارند
آنکہ عاشق جہاں مطلق شد از تعین شخصے بزارند
جز یکے در میاں نمی بیند و اس یکے در یکے کیے دارند
خال و رخسار او قرین رہند کفر و ایماں ہمارہ در کار اند
دید و اہل درد و غم زدگان ہچوں ابر بہار می بارند

الحمد تو عشق بازند

عاشقان ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد گوہر شب فروز و توش داد
نام مجنون بلند سیلے کرد حسن سیلے روح مجنون داد
خوب رائے خداے خواگن شایدے مفلے رسعد بمر داد
ور فغانم زدست آن خود کلم می کند ظلم می نہ بخشد داد
عشق آدم از دولت او محنت و درد و سوز و غم نہا داد
می کشم جو رومی خورم اند پیش ہر کس نمی کنم فریاد
با چنین روے خوب خلقی دگر مادر و ہر کود کے کم زاد
نیست جانے کہ میت از خود نیست آن تن کفریت و شاد

نہند

نہند
فریب نہند

۱۔ محمد زکن کن بگذر

بایر رانده باش خواه آزاد

شراب عشق را خفیه بنوشند متاع زهد را پنهان فروشند

زبان خوش بوقت خویش بکشند برائے دی و فردا هر چه گوشتند

چرا بجز بوقت خود نگرند چرا چون چشمه کو به بنوشند

نہے ذوق بختی بے وقت که مے با یار نوشند و بخوشند

برائے یک نظر بر رے خواں بے پتان محنت را بدوشند

دلبر خواست حق میدہ رضائے که برانده قلم بیود و گوشتند

محمد یک نفس آرام و انجام

که پستان عقیم رانده و شند

خداوند خداوند ابدہ و ادا مرا از دست من فریاد فریاد

جہاں جملہ بکام ما محب نیست ہمیشہ دروغ و غم نیرد از یزداد

خیال جدا و بس کنج شیش را پریشان میکند اذکار و اواراد

و لم تاشد اسیر آں دو گیسو ز بند بندگی شد پاک و آزاد

ز دم دستے بمووم نارستان ازیں راحت دلم با سینہ بجشاد

تعالی اللہ کہ عشق سر و قداں بگویم راستی بوالفتح یزداد

ہمہ عالم بذوق و غری خوش

محمد اورت از غم نزار

کشی بجز کس دل نماند کس سر امن و قرار بود گوئی ہمیشہ غم زدہ روزگار بود

لب لبش ز دم کہ ازاں بر خورم مگر آہنجا ہمہ خیالے و دہے بکار بود

از حاصل محبت و عشق چه پرسیم و رد و بلا و محنت در بنج و فگار بود

نور و نور

خداوند خداوند ابدہ و ادا
خیال جدا و بس کنج شیش را
نور و نور

در بوستانِ عشرت خود کرده ام گذر میوه گلے نبود ہمہ خار خار بود
 بودم بیک شراب کہ یک بوئہ لبست مست و خراب کرد ترا خود خار بود
 تینے کہ دوش بر سر من بر زوی زخشم کاں مرزق برفتہ درین انتظار بود

عمرے کہ برورتوا بوالفتح خوار زیست

باشد کہ سروری و ہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد لعل میگوئے مرا متانہ کرد
 جہراو لب نید پر کہ در زماں وقرے نبشت خوش افسانہ کرد
 اسے کہ می پرسی چرا دیوانہ زلف خود را گوچر اداوانہ کرد
 آشنائی با فلاں کس کم کنی کاشنارا از خود بیگانہ کرد
 من سرود حجلہ میگیفتم شبے آں عروس مست من فرغانہ کرد
 کیست کو جانہا پریشان می برد یار دامن زلف خود را شانہ کرد

من نخوردستم عرق نے آب

ای محمد لعل او متانہ کرد

محمد عشق را ہنجر باید طریق جادہ بس مہوار باید
 بروں شد را بہ بیند و دروں ہم گریز گاہ را دروا را باید
 اگرچہ خوب رویاں نیک خوبند جفا و ناز بہسم درکار باید
 از اں لب بوئہ گردش اشارت ازیں سوکار بے افکار باید
 مرا شیریں زبانی از کجاشد لب معشوق شکر بار باید

محمد عشق بازی شرط کار است

ولیکن عشق را ہنجر باید

جز جعد تو اسے جواں لب بند درخانہ دل بلا کہ افسگند

تج
 پر بند حول
 در دل ہم

سریت

شمع رخ من به ساره می سوزد جان و دل من فداست ای سپند
 هر شام مراست گریه و رنج تو صبح صفت کشاده خنجد
 آن حید و سرین است کوه و باران ایست سید بکوه الوند
 این مردن من ز عشق تا که وین ناز و کرشمه تو تا چند
 با ذیل تو دل چنان به بستم چون خر قد صوفیاں به پیوند
 تو عیب بتاں چنین محسینی گزشت مزاج تنگ چشم اند
 حسن و نیک که در توان فروز سوز دل من بگرد صد چند

بوالفصح سخن ز وصل کم گو

ببر او آ پنج هست و را و ند

حسن تو لے نگار مرا عشق با ز کرد شکل تو ای سوار مرا ترک تا ز کرد
 لے هر که دید قبله ابرو ای جوان از قبله باز گشت بهتش نما ز کرد
 آن قد چو سرو رخ لاله و ام تو از گشت و بلغ هر دو مرا به نیاز کرد
 وی باده خورده است و پریشان گشت و نبال او نمودم و او حست را ز کرد

الطاف دست ما و لیکن مرا خوص

و شنام چند و او ز خلق امتیاز کرد

نام
گر
تا
را

اگر یار ما هستی خردمند مدد دیوانه و مرمت را پسند
 مرا در گریه و اندوه میدار تو با بیگانگان خوش باش خمی
 ز من آسوده تر دیگر نباشد که بهتم من بدر و در رخ خورسند
 شکان حید تو بندیت محکم که در هر پنجه اش چندیت در بند
 کمند حید تو دایم دراز است بهر حلقه دو صد شهبا زانگند
 جفا و ناز تو ای گریه من نظاره کن میان روزی که چند

نہ من مانم نہ تو نے ناز و گریہ
بماند جز کہ بواز عود و اسپند
شدم پیر کمن در عشق بازی
مرا توبہ نمی بخشد خداوند
اگر چه آشنائے بحر شقیم
ندیم عشق را اندازہ آوند
سرم در گرد پائے مادے باد
کز آدہ چوں تو زیارے فرزند
چو مرغ وحدت اینجا کرد پرواز
مکن کن را بکیبارہ پراگند
یکے کفرے در سنگر نہانی

محمد با بتاں خوش بہت خوردند

کہ دیدم آن چشم تو دانگہ غلطید
کز دوست سجدهش بشنچید
کرا با حجب توافت در دکان
ہمارہ چوں سیدہ مائے نہ گردید
کہ زد بوسے پہ لعل تو نشدست
شدہ دیوانہ در میخانہ گردید
گدائے بر سر کویت گذر کرد
کہ از ہر دو جہاں کیبارہ پرید
حریف من شنبہ سرمست آمد
سرمے بر زنا فوام نہاد و غلطید
بخفت و بخت من بیدار بودہ است
چلویم تا چہا چشم دلم دید
شدم در باغ و باغی خفتہ بودہ است
چلویم تا چہ گلباجان من چید
ہمہ دیدم صفا و روشنائی
مگر نوے ز روے یار و ز دید
محمد را پیرس از عشق بازی
کہ او از جد خود احمد پیرسید

بگفت ای کوکب شائستہ من

زہے کاکہ آں فرزند بگزید

آں جواں من جواں ارجمند
من یکے محتاج و میکس درمند
من کیم تا لاف یاری اش زغم
ای ہزاراں بر رخس چوں من عیند
رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است
نیکنا نازاں را بر ما بنجمند

کیست کو برپائے سرو پست گشت
تا کرا باشد چنیں سنجے بسند
دل و خواری کس کردہ است اختیار
بر درت تقدیر حق مار انگسند
عشق بازی اختیار من نبود
ہر کجا خواہند ہر خود نہ ہند
ماہ پیش کس فروزا رہیم سر
لیکھے تو مرا شد پائے بسند
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است
تو بزنجیر سر زلفش بہ بسند

ت
ہر کو ہند
بسر می ہند

است

سید بوالفتح یا وہ سے رود

گرد آور زان وجد مچوں کند

گرچہ ہستم ہر فرازے ارجمند
بند گشتم من ترانے دل پسند
دوستی سروت گلند
گلین عیش مرا از بیخ کسند
من اسیر و مبتلائے ماندہ ام
نیک خا نام چہ می گویند پسند
پیر مرے عاشق یک کوکت است
بالضرورت گشتہ است اوریشند
مرد ماں خود دجان خود در باختند
بر رخ خود برقع میداری تو چہند
از خیال خال زلف و روتست
صوفیاں کا نذر سماے می چہند

تا
سر فراز
انچند

ای محمد گر تو عاشق گشتہ

ہمچو من دیوانہ باش و ہم لوند

آتش عشق و محبت دروے کافر و قند
جان و تن با سینہ و دل بچو کا ہے غم
دربہر کس قبائے و کلا ہے بر سر است
ژندہ درو و بلار اہر با ہم دوستند
اوتا و عشق و پیر در داز مہر و کرم
صبر و جور و جنائے دوستان آموختند
اے خوشامرداں جو انفرادان ماہ عشق او
از بجائے درو و غم را دین و دل بفرختند

ای محمد بچو پروانہ بسوز از شمع رخ

آتش عشق و محبت درو و کافر و قند

بیچارہ دے کہ مبتلا شد
قوتش مہمہ محنت و بلا شد
لے ہرچہ کہ بودا سزائش
عشق آمد و ناسزا سزا شد
عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ
عشق آمد و ناسزا سزا شد
ایں آتش عشق سوخت جملہ
یارب ہمہ خیر و شر کہ باشد
لے ہرچہ کہ بود و روتا یک
عشق آمد و روشن و صفا شد
ما جملہ جہاں بیک پیالہ
و ادیم کہ در و را دوا شد
یارب کہ چہ دار و آں عشق
معے کہ صبر بود و زاید
عشق آمد و رفت ہرچہ با ماست
لے یار بیکہ من بر فستم
لے ہر کہ نباخت عشق بازی
تالذت و در عشق گیرد
کانت و در عشق گیرد

گرد آرزبان خود محمد

کاین قصہ حریم بریاد

شرابے خورد و خوب تر شد
ہر آنکو دید اورا بے خبر شد
ز شوخی چشم متان است غلط
رخش چوں لالہ تر تازہ تر شد
خداں میرود سینہ کشیدہ
ہر آنکو دید و ستش در کمر شد
سیہ خطے کہ گرد و برآمد
تو گوئی سبزہ گرد و غنچہ بر شد
و گر ہم نسبتہ کردم تو بشنو
تو گوئی کلفہ بر روی قمر شد
ہر آنکو قبلہ ابرو سے او دید
و رامحراب بر سمت و گر شد
گر از معاش یکد یک فطرہ ہے
جہانے مت گانہ بے خبر شد

ہر آن تیرے کز ان غمزہ کشاید جگر میشانہ سینہ چوں پیر شد
 جہاں تو دگر گئے نمودہ
 محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دیر شد
 ہزاراں آفریں با دایریں دل کہ با در و غنم تو رفتیش شد
 اگر لطف کند لعل لب او چرا غمزہ ترا کبری و کیس شد
 ز بجے حید و حبیب و دامن او چمن با مشک و غیر ترگیں شد
 سلام اللہ اسی ساقی غمہا بدہ پر پر کہ قسم ماہیں شد
 من از سوزے این خود سو دگر دم زین جان و جاہ و مال و دیر شد
 محمد از کہ شد رنجور و لاغر

۳۰۲
براز گری

غمم شاد بیت و پنج من بہیں شد

دل عاشق اسیر بار باید تنش آزرده و افکار باید
 لبش خشک و دو چشمش تربہ مینی بزمک ز غمراں حساں باید
 باہ سرو سینہ گرم یابی تنش لاغر زار و زار باید
 غذائے او نباشد نان و آبے بخورون خون دل در کار باید
 موئے گلستاں او را نباشد خوشی و کشت او در حساں باید
 دلش تنگین و سینہ پارہ پارہ تنش رنجور و پُر آزار باید
 بیاید تا کشد او جسم مستی برائے درد و غم ہشیار باید
 ہمارے عاشقاں صائم ہانند بخوئے بہت افطار باید

محمد عاشقاں گمراہ باشند

برائے گمراہی سرد کار باید

تعالیٰ اللہ چسپس بریں خدا کرد
چکویم برکہ نالم از کہ پرسم
مسلماں مرا نسر یا دنیار
شبه باماد سے بودہ ام خوش
فراق آن کلد پوشش تبار
ز درد و غم نبودستم شوع
موتے وصل تو مارا سبک ساخت
نکردست هیچ کس با من وفائے
مگر کہ درد و غم با من وفا کرد

ز درد و غم محمد بخوری تو

بہ برخورداریت ماورد ما کرد

آن چشم مست او کہ دلم نرا کجے
چشمش نگر کہ ہر طرے خط کمی کند
یکو سہ با کنار از و کردم اتہاس
از لطف خود نہاد زباں درد آن بن
وعدہ بچشم کہ نمودی در گشت
تیرے کشادہ بود بہمت شکائی
تن ازار ساخت جگر اکباب کرد
غلطی نش بہ میں کہ جہا زار با کجے
دو شے و چنگے زود ہر دو جواب کجے
آوند خشک سوختہ را پر گلاب کجے
رحمت خدا براو کہ بکار مشک کجے
بر سینہ ام خطا شد و ترکم صواب کجے

ان کے چشم رو سیاہ چہ در آن است شوخ

بولقع را ایک نظرے بنی اکی

یار آمد بوسہ مستم زد
خوش وقت کے کہ جام عشق
سر ہر کہ بدرد و غم برا فرخت
شہ آمد و طبلکے گرم زد
بر خورد و پایا دم بدم زد
در ملک عشق او علم زد

کہ مرغم
بہ خوش نازم
بہا پوش
و کلا دار

خواب

تین

از

دلم

اے ہر کہ بیدار عمل میگویش
او تو قبر عشق ہر فردیست
او قایل صدق و راست کاریست
معتوق پیش او خود آید
از لطف یکے کمنایجشید
از صحن نبرد گوی او برد
ما هیچ حدیث را ندانیم
عشق آمد و جسم را و کم زد

بوالفتح مست آل خنیالم
دوست آمد و بوسہ ستم زد

دلت تا بر نخچول نہ باشد
مہرہ در میہانی یا رگردند
اگر با کود کے پیر سے بیازد
میں از دیرے وصال یار یابند
گزیند گر بکار محبتی
جمائے این چنین بے عاشقے نیست
ہزاراں آنسریں بر صانع تو
مچائے خود اگر مرغے پریدے
اگر بوسے ز عمل او بخواہم
و نہ کافتہ فرو کھے ز نغزش
ز درد و سوز غم اگر نہ باشد
بوقت درو یک ہمرہ نہ باشد
بریشش جز ہمرہ قہقہ نہ باشد
ز بس لذت بجز خضر نہ باشد
بجز اندوہ درد و وہ نہ باشد
عرسے این چنین بے شہ نہ باشد
چنین صورت بدر و زہ نہ باشد
بیام آں نہ من رہ نہ باشد
از و جو غم سفر و جز نہ باشد
بوسعت میش آں خود چہ نہ باشد

محمد عشق باز سے سیتی تو
ترا از درد و غم اگر نہ باشد

منت خدای را که مرا عشق باز کرد
چشمش که فتنه باز و غمزه که غم زد
هر کس که دیکه بد ابرو سے آن نگار
هر کس لب خراب ترا جام باوہ کرد
تو عشق را دمل که کم از دیو یار پیت
ای خوابہ مقام کہ انجان و خمر سیز
هر محنت و جفا و کسم بر تو میرسد
درو سہ بدانی او ز جسم کار کرد

بوالفتح عشق بازی واکہ لگان زہر

او عشق بازیست از و اختر از کرد

منت خدای را کہ مرا عاشق آفرید
شبہا گذشت رو غنودن ندید چشم
هر یک برانے چہیے حق آفرید
دلالت شوق عشق چہ باز اگر گم آیت
تیرے کہ ترک عشق بہمت دلم نشا
بلبل بباغ غنمند و از درد گل گرفت
در سر اگر نمار در چشم رسم عشق
بر در قفا وہ کشیہ معلوم نیست قائل

بوالفتح شہ کہنہ وایں تحفہ تر بہ میں

بر شوق کو دے کہ بر غبت شدہ نوید

ما را حیات ہے تو میسر نمی شود
جز نقش تو بسینہ مصور نمی شود
تقدیر غمت چوں تو مثالے دگر کند
آخر یہ فکر ویدہ میسر نمی شود

سرگزشت
از خواب

مرد

چیرے بانہاے کمالات خود رسید
برے مزید نقصان دیگر نمی شود
حق تحقیقت است که الله قادر است
نقصان عقل باست مقرر نمی شود
بے نور آفتاب و بے روش چرخ
این کلمبِ ظلام منور نمی شود
امیان و کفر هر دو زاینده زایل
طاعت گناه هر دو برابر نمی شود

ما را دے کہ بود بلبر سپردہ ایم

نساچ رانیج مکرر نمی شود

نساچ

مرا با جہد تو کارے چافتاد
دل و جان تو ستم قرآن تو باد
خیال وصل تو باد صبا ہم
مرا خوش کرد و ہمبیدارند باد
پیشیاں کر دگم سوے تو دل را
بغارت برد و ہر اذکار و اوراد
سری نقد تو طوبی است و بیتان است
کہ در شنید بجز ابدال و اوتاد
دل من برد و کرد و اغماز و انکار
مسلمان مرا فریاد فریاد
نہال قد او یار سب طلبے است
مرا بکند و از تیغ و منیاد
بخندے ز اہد و شیخ و مذکر
مرا بارسم رسوایاں خوش فستاد

دہن

تراست عشق بازی رسم معناد

محلہ تو ہمیں خواد از خدا داد

دل و جانم فدائے اس عیاں باد
کز و ہر جانے شور است و فریاد
کیے گوید کہ دل از دست من برد
و گر گوید کہ جانم داد و برباد
چہ ناالم پیش تو از ظلم و جودش
چہ گویم گسستم کاریت و بیداد
چہ بنائی جفا ہر خط زان چشم
نہادی خائے بیداد و منیاد

پرست یونہی ام گرفتار

ابو افتخار مرا فریاد فریاد

بے نیازی ناز بازی میکند تو نیازی جاں گدازی میکند
جلد وینہارا اینہما می بُد لشکری ترک تازی میکند
سرور اہمال می سازد بیاف برگشتاں سرفرازی میکند
عشق اور جان میکنم خست باکو تر باز بازی میکند
لعل بخلمے میکند کینہ را دل بہ ہمیش کار سازی میکند
عاشقے کو جہداور میکند دست بر مارے درازی میکند

اے محمد مر عشق او نہ

بی نیازی ناز بازی میکند

دروے کہ دوا پذیر باشد دامن پوسے و بجاں گزیر باشد
جانے کہ ز عشق مبتلا شد اورکشن دل بصیر باشد
چشمے کہ ز غویاں بست مینا بنود ضریر باشد
یک لحظہ نظر ز خوب روے اندک نہ بود شیر باشد
از دین چپ راست غمیت محبوب چو رخصتیر باشد
مجنون نہ کن ز نظر بچو بے یلپیش چو بے نظیر باشد
اوسخرہ کو دکاں بنخواست گر عاشق مرد پیر باشد
از گشتن پامال غم غمیت گر مردوریت و ستگیر باشد
شما ہے و شہنشاہ است دل کو جہد ترا سیر باشد
بر دست کشی چہ ز ہر داری گر جہد پائے گیر باشد

بوالفتح تو خواراں درستی

ایں غار وے امیر باشد

ہر کرادر و عشق قوت شود نفی ہتیش با ثبوت شود

دیکھو بجاں
گزیر باشد

دش

زلف اور امثال افغان
گر کشاید زباں لب شیریں
بیت و شعر کہ در جعد و راز
خازن اش فضل البیت شود
کہ میر نیا ہر آنکہ در پست
پیشگی سنگار کوت شود
مہر و مہر انظیر و فتنے نیست
ور بود روشنی روت شود

اے محمد زو سل و بچہ

ہر کر اور عشق قوت شود

عشق باز شراب باید خورد
گر بخوای ہمارہ باشی مست
نیت مقصود بادہ جزستی
لب خود بر لبش بیاید برد
غیرت کبریا بر آید گر
خواہ صافی بخش و خوی درد
ماشقاں را بد محمد پند
چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد
کہ شب و روز بادہ باید خورد

اے نظر باز دل کہ توئی

میر و الفتح گوزمیدان

عاشقے کو شراب بر بخورد
پروہ کبریا ی عزت را
عاشقے صادقے است ناد
عاقبت خیر بادہ نوشن نیست
خوشتن را بدست می سپرد
زورستی وے فرو برد
کز پے یار خود ز خود برد
ہمست تو ترار و دارد
کہ دم دین و آن جہان بخرد
ہم از ان درد آورد و پرد
عشق را قوت کرد و با بخورد
طاہر ہمت تو تیز پرست
اے محمد بلند ہمت باش

میر و الفتح
خوارہ مرز

بلبلے باش گلبناس را بجنے

نے خرے کا خرے قناد چڑ

گریار رہ صف گد میرد درو دل ما دوا پذیرد

ہنکس کہ شہید عشق گرد زانودہ درد و غم نمیرد

سر حلقہ پیشواے زندہ نیست آنکو پس حب دیار گیرد

بوافتح امید ما برآید

گریار رہ صف گد میرد

حن رخ تو جمال افزود جان و دل و دین تمام آسود

یک لخط بچشکے کہ دیدی جاں را برسید عین مقصود

سرست خراب کرداں لب از دورا اشارتے کہ بنود

اے دواے ہزار دواے بر تو گریار تو نیست از تو خوشنود

عشق آمد و رفت عیش و عشرت صد محنت و رنج و غم با تو

نبیاد نہر ادا عشق بازی جز درد و بلا نبود مقصود

اے عاشق خوش بکش ملامت عشاق ہمہ راہ اند محسود

بوافتح نشان عشق فرما

چلویم زونہ صدامت نہ محو

ہرچہ در عاشقیت پیش آید گرچہ نوش است و گرچہ پیش آید

بر ہر کسینہ و دودیدہ بنہ نہیں پس کم نہ بلکہ بیش آید

پیشہ عشق ہر کہ شیوہ گرفت درد اورا بچلے کیس آید

اے جوان مرد عشق بازی نیست عشق را شیر میچوں میش آید

اے محمد خداے را بہر پست

مردنما بد برون ز خوش آید

رویف

نے ممکن وصف و جای تقریر
از دست مکند گلیو انش
اسماء و معلماں با دل
اینست بهشت که می شنوی
در بلوغ وجود سادہ و سنگ
یارا مہر ما و استانت
سویے بتاں ز سر سرون
ورنے خوں شوی تو ای پر

خزائن

بیچارہ و مبتلاست بفتح
تدبیر شش چیت تک تدبیر

بہ حب و مہرین آن تمکنا
از لعل لبش گمے چکانست
انستم ذوق مستی و مے
گر بہت بچے کشتن ما
آہستہ تمے برآں سبکتر
من سر بہ نغم قوتیغ میراں
ایں را ندن تیغ ذوق را ندن
ہر دو ابدی شنو محمد
تو ہر چہ کنی بدید و دوسر

اول بار نمود
دو بار

۳۳
نمود

۳۳
نمود
۳۳
نمود

ایں عالم پر زخوبویاں است

الحق کہ پیش تست اقرار

شاد باش اسے عاشق دنیا ریار

فرقہ درو ریائے متی و خوشی است

ہر کہ با خواہش است ناست

جدا و دیدم رسیدہ بہر تن

ہر چہ از پائے رسد خوشتر بود

جرعہ یا ہم اگر از جام عشق

اسے کہ چندم میدہی زیار دل باز آ

باز می آرم دے بے یار دل آید چہ کا

ہر کہ با خواہش شیند خیر و از جان جہاں

عاشق و دیوانہ گردم کند صبر و قرار

بماداد چوں نباشد دیدن رخسار یار

گلبنای را بر فزاید لہراں رحمن و ناز

تو نظر بر خوب داری قد و قامت بنگری

آں سر و آں کمر آں جود دانی کہ حیثیت

قدی گر صورت بازی نو دست مرترا

گر تو دنیا می پستی عاشق موی نہ

مژدہ شادی نماند از گئی رو سے یار

عاشقان را وصل باشد بیدلان انگسار

من نہ نیم در میاں جز حسن و صنع کرد کار

آں یکے کہے صفت و دوام کا دو سیوم ست مار

شاید سازی تو او را ماسل آں فرگا بازی نو

اں بگو استغفر اللہ می محمد از دو کار

پاک باز و پاک باش و پاک ان و پاک دار

فیست اندر ہر وہ عالم چہ کیے اندر شمار

آمد گئے آنکہ یار با یار

گنبد کنسار و بوسہ در کار

پس ویرے آمد و زوری

ز ان سبب نہ سودا ہر بار

حضرت سید کبر جی این قول را در جہاں انکھو در لغو روکش نہ سم منفرستہ ہر تہر در لغو روز شنبہ بہت

پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ ررن فرمودہ اند

گاز بود آزار
بکار بود آزار

صدر احوال زان دو روز افزون
گیرم کہ ز کار بود آزار
از سرو برستی بگویم
چو بے است و از بے گل بابا
از قامت یار من چو پرسی
پر بار گلے است خالی از غار
سرفے است و چو آردون
ماہے است و بے نمک
عشق آمد و غم بر آید
بر بست فراغ رخت را با

بوافتح میرزا محمد
مسکین و پر غم گرفتار

مایم بدر دل گرفتار
مایم اسیر آن جفا کار
مایم بوجہم لعل مفتون
مایم و خیال خال آن یار
سود از دکان زلف اویم
حیراں شد و گاہ آن تمنا کار
مایم سلیم و دل شکستہ
زخمی بزدست آن سہ مار
افسون چو کنم اثر ندارد
ماہے بگزید عشق لے یار
ماہم بچو بس بہر گرفتیم
بر شکل و ذلف یار ز مار

آرا
و جہد

مے نوشد و مے فروشندان

بوافتح محمد است می خوار

آں جواں راست قد کز رفتار
بگر و دل بخورد و چوں گفتار
آں جواں کہ سرین است ہر کہ بڑ
رو کند او نماید استدار
غمزد آتش تر لگے است خوریز
لعل او بہت ساقی خوں غوار
گشتہ ام من اسیر زلف یکے
سخت استوار بجفا و ننگار
جعد او خاہنہ خراب کند
سینہا را ہی گزد آں مار
پدرش تا کہ ام بد بختی است
مادرش تا کہ بہت آں بدکار

بہر

کربو الفتح بس گناہ عظیم یک نظر شد ملے او ہر بار

ترا حسن و نمک بازی بلبیا کر شمع ناز ہم بہتند و رکار
ترا جعدے سرافرازیت کش خرابے کڑے سختے سیہ مار
بہ میں ہر دم کہ چشم چہ غلط است نباشد این چنین شخصہ وفادار
بیک چشمک دو عالم را سبازد مگر غمزدہ کہ ترکے بہت خوں خوار
نہ بد در ملک بالا هیچ سروے خراماں رہے چوں کبکے فنا
سوز نقش عقیل ماقلاں را بھولانی شدہ ہر سو گرفتار
اگر خندہ ز نعلب را کشاید شود پیدا چو دندان گہر بار
وہاں بستہ شود ہر قایلے را مثال گنگ! شد گاہ گفتار
کے کو خال و خد تو بدیدست بدانت کفر و ایمان است در کا
کدام است او کہ با من عشق سائے کر آں دل کہ خواہد وصل آں یا
ردائے کبرائی در برین ازار بے نیازی کردہ اظہار

شنیدی این غم آزا بر آمد

براں کوہ سریں افتاد چوں خوا

بدام حب آں شب کرد رکا مس بادا شکل من دیگر گرفتار
چہ شیریں بازی است این عشق از نباشد گرد و تلخی گفتار
بہر شب با جوانے مست نغمہ کنار و بوسہ ہم بود و رکار
زہے ذوق و خوشی و روح حیات زہے مستی خمارش نے ز افکار
وقتار و قربا شد بس بندہ ترا اگر کہہ سرینے کرد سنگسار
ببازی عشق و درودی نوشے تو خود را در جہان انش شمار

غیم آزا کو بر آمد
غیم آزا چوں آزا
بر آجا شب

منم تنہا و تنہا باد زلفش سمرے نیت گویم باکہ اسرار
گرفتاری کا آزادی ماست ترا من بندہ گشتم نہ اسرار
ترا سودے جعدے گر مر قلا ازاں حلقہ ہوں شد سخت و شوا

پیرس از من محمد چونہ تو
گرفتارم گرفتارم گرفتار

درختے ویدہ ام سرے ... کہ ہارش بستہ بادام وانا
زہے حنے کہ دار و اس جواغرد دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار
سینہ خالیت بر لعل لب او حبش باروم شد زادہ بیکیا
زغبان ہر چہ می آید مہر غب درینا نیت کس زیشان فاد
بہار آمد جہاں راتازہ ترکرو بجائے گل بستہ در و لم خار

محمد راز حال او چہ پرسی
گرفتارم گرفتارم گرفتار

من ندارم هیچ و لبندے گر گیسو یا من بخیم پیچ و بچے گر لعل نگار
من ندارم هیچ و بچے گر گیسو یا شمع من ندارم چیز ناہنجی و شرمسار
عشق بچل کہنہ شود او دوا دے کہو ہر زمانے میفراید محنت و درد و کجا
صد ہزار محنت و دولت بود جان گر میرم بروش آزدہ و خوار و نزا
گر بدست خورشید من بزمی مکتا ورتو فرمائی بود ہم کار و بار کار
زہد اطمنہ کن روغب را کن بخت تا بدانی روز قنادہ چہ دار و روزگا

من ندارم هیچ
و شرمسار
عشق بچل کہنہ
شود او دوا دے کہو

اے محمد بار! من گفتہ ام من بار!

زینہار از عشق بازی زینہار از نینہار

ندیدم بچو تو ایستے نیابی بچو من دیگر گرفتار

۷۰ اس غزل صرف اور دو بیان نمبر (۳۱) یافتہ شد آخر انعام صبر و ادب مطلق را کو ہم خورہ

ندیدہ چشم تو الا کہ غلطید
ہر آن مزدوم کہ کردہ مخطہ کیبار
چرا شد مبتلا جان و دل من
ترا حسن و نمک گر بہت بسیار
نہادم سرچہ بر در رحمتہ کن
بنہ برفرق من کف پایے کیبار
لب میگون او مے خوار و بت
کہ جام عشق ازو مے گشت برکار
محمد جان و دل را تو سپر ساز
میان ش حلقہ کردہ خط پر کار
مثال قاب تو سین است علت

ت

ت

ابوالفتح ابوبکر بن محمد

زبان گرد آراز افسار اسرار

دل بدل آرام دہ جاں بجواناں سپا
خانہ بیغمانہ رو بخبر بات آر
یک قدمے پر بنوش لذت مستی گیر
تا شناسی کہ صیت مقصد و مقصود کار
خانہ نظامات را نیک مرفع کن
کشاکش ترات اسخت مشید برآر
زاویہ زور را زارت زویر باش
زادہ و عابد بگرد و بچو یکے زار و خوار

گرچہ محمد شدی مثل حسین و حسن

دل بدل لا رام دہ جاں بجوانے بسیار

دل بخرابات خرابی سپار
بر سر خم خوش نشین برقرار
شاہ خرابات نگر دی صدق
تا نشوی بر در خسار خوار
جامہ تقوے یکے جام خر
باز تو دستار گردن قلعے دست
حاصل دنیا بجوے خم شر
بادہ بخور وقت بہ مستی گزار

م

ابوالفتح ترانیت جزایں شیوہ

خمر خوری غم مخوری از خمسا

غنیمت دار خود را مے برادر
دے بارے زیبا خوش برادر

خیال و ہم را در گوشہ نہ
بنقد وقت خوش باش لے براؤ
دے چند اے سپرداری شمره
بستی و خوشی آں را مہر بر
ترا باید کہ غلطی در پردہ ست
و گرنہ او قنادرہ باش برور
بساط زور را بر پیچ و گرد آہ
کہ دکان رفتیم ست مے زہ
اگر سر را بازی خود حریف است
سرت باز نمی دارد برابر
قد موزوں او نخلے است سرو
لب میگون او شہدایت شکر

محمد چوں ندیدی غیر حق را
بکن تحریر گواشد اکسبر

ہر کرا با جہد و فتادہ کار
ہر چو من دیوانہ گشت و بقرار
ہر کرا او بار و اقبال است بکا
رست از افکار و از پنج و فکار
گر ز جوہر یار نالیدن رواست
معنی فاضل چہ شد اے شرمسار
با جوان من شبے خوش بودہ ام
بوسہ بود و یکد و کاری با کتار
او ہی از ناز می نالید زار
عشق من افروز ترے شد پایدا
گلبن جانم ہیں شد ناز و تر
بوستان را نازگی دادہ بہار
لعل میگونش مرا یک جہد داد
مست گشتم لیک متے جوشیار
مد من غم و سیکن مست مت
مست متتم لیک مرد ہوشیار

شاد باش لے سید الفتح ما
عشق می باز و لیکن باوقار

مہمت در سیرا ہوس بسیار
میرے در حضور حضرت یار
یار اگر وقت کار یار نشد
نہیت اندر حقیقت او خود یار
ہر چہ خواہی بکن تو بر سر من
کردہ ام من بہ بندگیست اقرا

سالمی باشد که عشق می بازم
نمیست حاصل مگر که در دوزخ کار
عشق آمد و جو درخت پرست
بیچ نگذاشت جز که نار و زار
بر دل تان اگر غمی نبود
بر دل بندگان خویش گمار
کنم از عشق یار تو به ولیک
زلف بے جانست نیست برنجار
فهرم و قلم که باقی است بهشت
بست اعجوبه و گراین کار
ما شق و کرم سال دریا بد
درو و غم در دلش بود بسیار

اے ابوالفتح هر که عشق بخت

از همه کار اشد و بیکار

ندیدم این چنین یاسه تنگ
ندیدم این چنین خوب دل آنا
برین شکل و شمائل خلعت و عذ
نزاید ادرے کو دک و گربار
همه بیگانی با آشنایاں
همی از دوستان همواره آنا
ندارد دوستان از دے نصیب
مگر در دو بلا و غم و افکار
بلای من به بنید اے عزیز
دل و جانم شده او را گرفتار
برده جان و دل منکر شده دل
کجا گیر و کس کی گرد این کار
ندارم پائے گیرے دست آویز
بازدم من اسیر آنستم
چه گویم تا چفتن شمع و دیدت
مرا بوسه و در چشمک بر اغیار
نباشد این چنین سرے باغ
ندانم تا چافسون خواند بر من
محمد دست او سراید فریاد
همه شب این دو چشم مست بیدار
مرا محواره عجز و گریه زاری
گرفتارم گرفتارم گرفتار
ترا ناز و کرشمه هست در کار

ابوالفتح اچ می نانی ز جوش

۳۲
بگویم که کجا کرد
پایان
ندامت

کنوں ہاں بس کئی گفتار و کردار

ہر کر ابا جعدا وافتاد کار
رفت از خود شد خراب و بفرار
حالت دشوار را بسنگرید
تا چه چیدست مارا روزگار
لعل او میگوں است من مستم
نقل گازست است اں لب بنگار
شاو باش آن شراب لعل او
مست می سازد و مرا بی ازخما
وصف آن لعل و دہاں او شنو
لعل او میگوں و ہن سکر نثار
در پس کوہ و سرینے ہر گرفت
مدبے است او مدبے پس نگار
قد موزوں شکل زیبا رو چومہ
رخ چو لالہ لب چو پستہ گل ہزار
چشم خنداں جہتہ تاباں تر ز خور
ای محمد تو زباں را گرد آرد

نکات
از بے خفا

آن حریفیت کو در وصف قت

تو نہ کا سجا تا باشد شمار

اگر مشوق چسیدست و ربر
تنہا ہمہ گرد و میسر
ز ہے جاہ و جمال و سرفرازی
کہ گر میرم نہادہ بردش سر
مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں
نخواہم من کہ بر گیرم سر از ور
زخون من بکن صورت وصالے
بکن شخصین را یکجا مصور
قد شیریں تو از نیشکر بہت
رخت تاباں ترا ز بدر منور
بتا پیرایہ زیبائی از قست
جوانی ہم ز تو آراستہ تر
کر شمشہ ناز تسلیم از تو گیرند
فریب شان ز تو گشتہ مقرر
شراب بخودی آن لعل میگوں
کز آن یک قطرہ است آن جام اہم
نبودہ در پیالہ ہر سچ مستی
نبودی کز مشال بدرافسہ

خیت
بلاں

محمد خوب را ہم تو شناسی

کلام است از خدایا از پیغمبر

ترا حسن و نمک حق داده بسیا	مر از جان و دل کرده گرفتار
دبان تنگ تو گوئی نکند است	لب شیریں تو گوئی شکر بار
ترا قدے است چل سرور و آ	کند در گلستان چوں کبک فرست
گدائے بر درت آمد بخت لاج	مراتواں گدائے خویش شہا
اگر بیند رخت آن شیخ نادر	فرود آید از و آں حبلہ پندار
کجا آن سخت و آں دولت کہ حق داد	کہ میرم بر درت با بخت و آزار
بیاراں گرد بستانے نگر دم	کہ کفے تو مرا بہتر ز گلزار
مبادا بر دے در حقے کہ مارا	ندارم مونسے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چہ پرسی	کہ مسکینے ورنہ جوے است بیجا
مر اصوم دوام است اے برادر	بوصل یار خواہم کردن انطا
نباشد پیچ خوبے بے جفا	ندیدم گلبنے بے زخم و خا
اگر شعرے کنم در مدح لعلش	مجاور گردے در کوے خمار

ابوالفتح ترا ورنے نباشد

مگر نظمے نویسی بہر آں یار

عشق بازی نیست بازی ای سپر	عشق بازی است کلاے با خط
عشق بازی گفتہ ام او تہاں	عشق بازی راست مخلوقے دگر
جان و دین و دل بیاز و کیفش	مستے بر خود نہد یا بہر جگر
مر و قدے اہ روے گل عذار	سیم ساقے مہ جبینے لالہ بر
یک شے ماہر و یکجا خستہ ایم	بود بوسے و کنایے یک دگر
ہر چہ او فرمود من داوم بدو	من از خوشنودا و خوشنود تر

عاشق و معشوق نائے کردہ ام
ہر کے راہر کارے آفسید
ہر دو یک شخصے است داغ و زلف
عشق بازی را بدر و یک پسر
فارغ و بے درد بودم از کجا
اوقادہ بر جمال او نظر
ایں دو چشم یک بلے جزرگست
عشق بازی نیت کاے مختصر
ہر کجا کایست یلے سہم بود
عشق را یلے نباید کم نظر

برود بخیر

از محمد پرس حال عاشقان

عشق را باید جوئے کم حذر

اگر سوداے زلفے ہست در سر
چہ پاک از طعنہ و طنز رفیق
غم سود و زیاں لے خواجہ کم خور
اگر معشوقہ خوشخوست در بر
بیاتاکید گر عیشے بر نسیم
ہر عالم را ورا ساعے باد
کہ شنید یا رسیدیم تن برابر
زوی ہموارہ و گرفت و تجلی
زہے عیش و نہے ذوق و نعت
محمد را فردا آری چو در گور
زہے روح و نہے راحت مرا

زلف
رفیق

ندانے گریکے مردار مرد است

عمر

بجائے داد جاں شد زندہ از ہر

مئے انگور شد زن مشہور
شاہد از اداج ما و ا دیم
خانہ می سر و شہم مذکور
جاہ و جان باقیم ہسم از دور
عاشقان را ملا متے مکنید
خوب را یں وے بنیک نظر
ورنہ با شہی سیاہ روا بے نور
جن ہو دست یا فرشتہ و حور
پرتو حسن یا رسیداں کرد

یا فرشتہ

غمزه اش از کسب بزد زخمی چشم رنجور گشت دل مغمور
شاد باش آں دامن تنگ کنده هم بوجم گمان است دل مسرور
سرور او بلند بهمت شو از چو چمن می شوی مسرور

یا محمد میں حکایت گو

باد و صاف سادہ منظور

سوار مست می آید کلاه کج نہاد ہر دہن قبول پر کردہ قباے حسن اندر
ہر آنکو دید کیساے بسوگندت ہی گوید نر اید مادر گیتی جو آنے میں چنین دیگر
بجہ اند چنانستی کہ ہر کس در ناست و لے فسوس می آید نداری تو و قادر ہر
لب میگون تو یا رہم کس یزبان گویند کہ لعلت پاک پاکیزہ چکد زو باد و احمر
نمک حنہ کہ تو داری جہانے مبتلا نداری با کسے سر خوش سخانی بیج را در بر
و گرد رہ بر سر شد زہ دولت زہے عز و گرنہ زینہار از تو گیری سر ز پیش آں در
نہراں آفریں بادا نہراں شاد باشیہا کہ من مشوق دارم نہ شنید با کسے در بر

محمد آرزو دار کہ خوانی بندہ تھم

خداوند امیر کن مرا این دولت کبر

اے چشم شوخ دیو ز مردم تو شرم دار در ہر طرف چہ غلطی ہر خطہ مست دار
ای شیخ و اے مذکور اے ز اہل کین بہر خدایہ را کہ زمین پسند گرد آں
تقصیع وقت کم کن و تشویش را دہ تو خود بوقت خود شود مارا بمبا گذار
روزیکہ عرض محشر آزاد گاہ شود جزم و عشق باز نیاید و این شمای
لے طالب نجات تو دانی و این نجات با آتش محبت مارا ست کار و با
ای عورت عتیقہ و اے سر دپار سا در عشق بے زار بود مرا بوسہ و کس عقیقہ

تو با خوشی و عیش و فراغت بباش خوش

بوالفتح راحمت و در دو غماں سپا

من گیرم جیب راں سرو قد و در کتا
راست گوئی هست سرے در کنار جو بار
کشتنم را و عدہ کردی موجب تاخیر حیت
منتظر بر در قیادہ ماندہ ام شتاق وار
از لب میگون او گر قطرہ میچکید
عالیٰ سرست گرد و کس نہاند جو شیا
تا سرین و جعدا و دیدم پریشان گشتہ ام
بہر ہر کو و بازارے و کوہ و کوہا
نکار جان و دل ایتار کردم بلکہ دین را با ختم
یا دگلے زان رخاں مارا نہاند جز نکار
تا چہ خونہا خورده ام از ہر ایں شیریں بہا
وہ زبان چرب و شیریں ہم نبودہ سازد

ای ابوالفتح محمد صدر دین گیسو دراز

مختصر کن چند نالی قصہ خود گر دآر

ہر چہ از دوست آیدت بہ پذیر
گر دہد رخ و غم ہم پسینہ بگیر
گر ترا دوست دوست میدارد
نیت جز این دگر ترا تدبیر
بندہ بندگان حضرت شو
در صف عاشقان بباشن سیر
جعدا و خانہا پریشان ساخت
وہ کہ ہر جا بنے از دست نفیر
لے کہ از روسے خوب بستی شتم
چشم بندی کن خراب کردہ بصیر
عشق بازی اگر ہو ساری
در دو غم را بدل بس از خمیر

عشق بازی ہوا پستی نیست

عشق سلطانت بی شریک ویز

رویف را

شعاع آفتاب مہر انروز
برآمد صبح کہ روشن تر از روز
فرخ شمع از پروانہ پرسند
چہ گوید جز مزید سوز پر سوز
سہ بروز جعدا ہم دی قعدہ شستہ در رقم فرمودند

بقدر مهر و جودے جا رہ دوزند
بلاد خیم لباس ماست در دوز
مرازیں سر و قامت رونے لگلوں
بہار تازہ ہر بار است در دوز
بہر سینه است دل آئین غم
چگونہ جان رہ دوزاں ترک خیر
گزشتہ است دینہ فردا تا بیاید
بنقد وقت خوش می باش امروز
محمد خیر کردہ است دیکھو قیاس

شعاع آفتاب مہر امروز

اگرچہ پیش فرقتی کہن ساز
محمد با جوانے عشق می باز
کنارش گیر و بر کردہ میدار
بہشتے کردہ با حق باش ہزار
دلاد دیدہ فیضے ہم از لگن
یہ نہانے حریفے کردہ دم ساز
صفت پیری چو آہن سرد باشد
آتش عشق گرم ساز بگداز
بل کن صغیر پیری را بقوت
جوانے باش سمرست و سرافراز
جوانے را بر کن ایہا اشبح
کشیدہ سینہ پانہ بعد نماز
بسا سینہ سینہ بلب نہ
بگیر از وے نفس چوں نفع اجماز
برہنہ کرد پیرا ہن برو کش
کنار یکدوی و بوسہ با گاز
ابوالفتح امین است مانت خیر

ترا با ہشتیاں کردہ انداز

شادی بروزگار جوانان عشق با
فراغ زبونا بود از خویش بی نیاز
دل بریکے نہادہ از دیگرے خبر
گاہے بدوق بوسہ گاہے بدراز
بت را چہ می پرستی امی شکر تلید
اے یار من یہ میں امت کن نما
عین العیان بہ بینی آن عین بی عین
یک صورت حقیقت در پردہ مجاز
خانہ خراب کردی بے جہد ہمو
ای سید محمد و اے گمیوے و را

لے در جامع الکمل در ملفوظ روزہ جنتہ فرودی امجد اندراج یافت لے در جامع الکمل در ملفوظ روزہ شنبہ نہم دی محرم
ملشہ مراندراج یافت

بالوئے پریشان و گوشہ گلستان ساز دے اس ترانہ عشاقِ ابا

سعدی نظر پوشانِ اخترہ در میلن

و ادستِ بختِ پندی کس پر سچہ باز

نہک
جوانے

در جوانی با جوانان عشق باز پس ز عمر خویش بر نور سرفراز

عمر ما در بند گیت شد بسر نیستی تو خواجہ بندہ نواز

خون کارانِ بندگانِ پادشاه نیست از تو جز ہیں سوز و گداز

از لب تو خواستم یک بوہ چند شیوہ چند کمر و چند ناز

سر و تنم در حسن و زیبائی شربت بیش من متد تو چہ بے دراز

گوشہ ابروئے تو چوں قبلہ است شک ہیں افتد از انم در نماز

پند تو در دل ندارد و چوں اثر لے نہ کر چند خانے ترا اثر باز

سردم و زین
زیبا کمر است

عشق بازی بر محمد فرض شد

فرض عین است با حقیقت نے مجاز

مازینا بغیر و عفت و ناز بہت بسیار کر شمع و ناز

ہفت زیب و فریب بیشترک پاک و پاکیزہ باز سران ساز

سرفدا بلند بہت باش مودرازا درود و ریح پھراز

از ازل تا ابد نہاں میاں پروہ بر جمالِ خود انداز

گر تو راضی شدی بیک نظر عزت و رخ گشت آن اعزاز

خوب رویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش مہا

ایں سیر و چشم اگر میند سچے تو من کم از او اغاض

در بگرد و دیرو شوق شود باشد او ہر طرف نظر انداز

من نخواہم کہ کس ترا میند

مست و زیبا
بیشتر

ای ابو الفتح بسم خود پرواز

روایتین

تو شمع حسن را پروانه می باش	لب می گونش را پیانه می باش
کمند جعدا و بر حلقه دایه است	میان حلقه اش تو دانه می باش
به پیش سرو قدش پست میگردد	شکال گیسویش را شانه می باش
ترا ساقی اگر جامے پنجشده	شراب عشق را مینجانه می باش
وصالش گردد ریخته دارد از تو	حدیث در در افسانه می باش
پریشان کرد زلفش سرور را	فرا هم گشته تو در خانه می باش
ترا اگر که سرینے پسترا انداخت	تو سنگین دل شو و بیگانه می باش
چرا سوزی محمد از فراقش	تو شمع حسن را پروانه می باش

ابو الفتح: متانه سر خوش

لب می گونش را پیانه می باش

گر بنوشی شراب صاف نوش	در بوشی لباس صوف بپوش
گر بخندی بدوق وصل بخند	در بگرئی بدرد محب بر خروش
ز بدو تقوی به هیچ نفروشد	گر فروشی بر او باده نفروشد
بمچو دریا شود تدرار گبیر	و به شوری جو چشمه کو به بچوش
ذوق هستی اگر تو یافتی	رو بویه شراب گیر بدوش
با ده نوشی بهر سر بازار	مست غلطان شد و روی از مهرش

برو

محمد را حق این تذویر

اشکارا شراب صاف بپوش

خواجہ حسن دیکھ را ای محمد بند و باش
گر بر اندازد دست آں شاه من بسیار بار
تیر تیزک غمزد اشش گر چہ خطائے میکند
زلفش اتار یک کے دست جان دوین و ترا
آندہ جعد را گرا و کشاید خط آن دوی دھند
مردمان بردرد ورنج تو اگر گریہ کمینند
گر بدر عشق مسبری کن مبارکباد تو
در تو سرے بہت فون لیک کن از تو بہت
نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق
جابل و عامی شور حسن نو خطاں بہ میں
بزرمان کو در دہ بادہ نوش خوش بزی و عیش مسیران مسیم
آندہ نو دہان جہدہ
ماں

اے ابوالفتح محمد اشقی خود کامی بہت

تو چو درویشی درویشان ز بخشندہ باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوش
گر بخوای دایم باشی مست
ساعتے تیز و خوشیار مباحش
بادہ را آن قدر بساید خورد
نوبرے را دمار در آغوش
لعل میگوشت را بلطف بجوش
نقد اگر نیست صرف خود فروش
تا شوی همچو من بدو از خوش

اے محمد دایم بادہ بنوش

باش پیوستہ با خود و خاموش

رویت مسیم

تن خاکی من اینجا و دم در مرکز جاسم
تن و جان و دم گم شد ز اعجوبه شده کار
اگر زاده شدی یا را با بس پشم در پوشم
اگر زانقہ آئی منم آن پیر دیں پرو
اگر در کعبہ نشینی مجا و کعبہ من ہم
اگر در مدسہ داری جدل گفت و شنید ہم
سخن در منطق ارگوئی مرا آنجا کلامی ست
منم واضع اصول دین محمدیت و یوسف
اگر تو بدعتی داری خلاف سنتی سازی
اگر در اخترانستی منم استاد چیر و دست
اگر در ساز موسیقی نوائے نغمہ آری
منم سر طائفہ ایک مرانے و بانگے بہت

اگر تو چاکری چندے نغمہ بردوش خود غاشہ
وگر تو میر سلطانی من آن سلطان سلطام

بیانا یکدے فداغ نشینم
چہ دانم تاجہ فردا پیش آید
شود ہم خاک راہ یار گردیم
ترا ما کتریں حبشی غلامیم
سخن از خال و لعل او چہ گویم
کجا بسینم روئے یار محرم
چہ دانی تاجہ لذت دار و لے یار

گلے چندی ازیں نگزار چسینم
بیانا روی یکدے گریہ میںم
بود ہم درتہ پایش میںم
اگر میر خطا یا شاہ چسینم
بستے تار یک و بست تار یک نغم
کہ سایم ہر کھٹ پایش میںم
حکایت دوستان ہم شبنم

محمد گزہ مرد درو عشق ام
بدان کہ کو د کے طغی خرم

تبا ما گشت گلذائے گزیدیم گلے چندے ازین گلزار جیب
نولے بلبلان در گوشش کریم حوائے گلبنان در غیش و یدیم
نشانے یا نعیم از بونے آن جیب نہانی سیراز سرے شنیدیم
جوان ماست سرے کبک فتا کہ یخ دوستی در ول کشیدیم
نشان عطر از بوشش نسیم است مثال جیب گل داماں دریدیم
خرامے کرد سرو ما بہ گلزار

جہاں گلبنان پامال دیدیم

جز راہ خرابات در گمے ندانیم ما مرکب ہمت بجز آں سوائے نریم
ما دامن الحمد و تحیات نگیتیم ما کعبہ آفاق عمارت نہ کنانیم
جز نقطہ بلبیس در نقش بنیم جز نکتہ طامات و گر حرف نہ خوانیم
جز کاسہ پر خمر و گرد دست نگیریم جز شاہد پر شیوہ و گر پیش نہ انیم
جز زرد عباسات و گر مہرہ نہ انیم در خانہ ششدر نہ کہ شہماں جویم

ار اٹو محمد پیہ شناسی و چہ دانی

آخ ز کجائیم و چہ پیہ نریم کیا نریم

ما عاشق و مبتلا سے یاریم دیوانہ زلف آں نگاریم
گسیریم نہ ایم در عداوے خود را ز نگار در شماریم
ما کلبہ زہرا بسوزیم میگون بے چہ یار داریم
می باز و جد با شورش ز نہار از آن سیاہ ماریم
دربارغ و ناچو گل سروریم در کشت ، ناچوے بکاریم

ایم دو جہاں
بہ کار و نیم

وجود توکل
فروزم

دیار را دیار دیدم

گر با سر زلف تو نازم چه کنم
در باغ غم و سوز تو نازم چه کنم
از یار اگر بلار سدی شاید
چون بوسه ز غم اگر نگازم چه کنم
در بسته اگر بنا زو بازی نسیم
گردست و راس سوزم چه کنم
گردست رسد که سر زخم در زپات
اکنون نه که خود بخود فرام چه کنم
آں سر و قوی که سبزه آرد بار
کوسه و بگو که من درازم چه کنم
گر گوید خواج کاں فلان بنده است
انکه چه نزد بگو که در گدازم چه کنم
محمود اگر نمی خرد سبده خود
ای خواج اگر چه من ایازم چه کنم

گفتم بغلط بری نمیگذارد خود

شمرنده شدم می گدازم چه کنم

شبه با ماه روی خوش غنودم
مهر شب در کنار بوسه بودم
بے باب بر پیچیده مانده
بہیں سینہ بسینہ یا رسودم
چہ لذت داشت آن دشنام داد
کہ گاہ اتفاق از و کشی شنودم
و افتادی میان ما گذشتہ
مرامی گفت بد من می ستودم
در آن حالت محمد را بہ پیوستہ
منم او من و من در میان من
منم ترسا و یا مسلم جہ رسودم
بحکم اوقت در رقص و سرودم

محمد چه گزاس می خسر امی

شبه با ماه روی خوش غنودم

عشقبازی نیست در علم و تسلیم
عشقبازی نیست در بحث و تکلم
عشقبازی نیست در چون و چرا
عشقبازی نیست در رحم و ترسم
عشقبازی نیست در فرو و قافے
عشقبازی نیست در جہ و عظم
محمد است و مشیت و ایامی ستند
محمد است و مشیت و ایامی ستند

از
سر
سخت
او
دار

از
ان
غنا
گزاران

عشقبازی نیست در فقر و غنا
عشقبازی نیست در جور و جفا
عشقبازی نیست اندر روح و راجت
عشقبازی نیست در سلم و نظم

عشقبازی را امیدانی که حیت

عشقبازی را محمد گشته اعلم

بیاتامکد گر آسوده باشیم
دوسه بوسه بکبک گاز که نرم
اگر اول لب در بر بنگیریم
بکدیگر گذاریم از سر ذوق
نزاہت قدس ز پاکی برہم شد
بقید زہد و تقوی اگر بمانیم
محمداودہ با سادہ خوشیم
بیاتامکد گر آسوده باشیم

بیای دوست تا فانی نشینم
چہ دانی تا چہ فردا پیش آید
مناغم از جہاں دیدار احباب
بہ نقد وقت یکدم خوش بشنیم
یہ یاران کہ پیش از ما رسید
مسافر تیز رو را یشتابد
زمانے روے یکدیگر بہ بینم
ازیں گلزار گل یا خار بینم
ازیں عالم میں تو شہ گزینم
برائے ماندہ برجہ خرم بینم
کہ ما زیں ماندہ گانہ واپس بینم
وے باکرہ و ان کہ مستر بینم

محمد را غنیمت دار بواست

کہ روزے چند با تو ہم نشینم

ما پیر و ضعیف و ناتوانسیم
باز لبِ تباں نمی توانسیم
پنچہ فگینم دست درازیم
وز عشقِ مہرے بوسہ نمسیم
گر لبِ بہت ز لطف بخشد
یک بوسہ دور و زمست مانیم
یک روز شمار این جہاں کن
در روز دوم بہت مانیم
این عالم کارواں سرائست
تاخن نہ ہی مقیم مانیم
یک روز غم چو فردا نیم
واں روز دیگر خوشی برانیم
بوالفتح غنیمت است محمد

اردو

تار و زکے چنید میہا غم
ترا چشمے بگل عین بادام
ترا جہد و کمر یکجا ست باہم
ترا بینی چو خوشہ سیم خرم
ترا قامت چو غل میکر راست
عجب مارے کہ شدہ با مور کرم
ترا این سینہ گوئی صحن باغ است
ترا عارض مثالِ فقرہ خام
خود و خال تو یکجا کفر و ایمان است
در آں افتادہ یابی سب کرم
سیرین او مثالِ کوه لبنان است
مدہ مر عاقلان را سخت الزام
بلے ابدال را آنجا نظر است
نہا شد عارفے را خود مقررے
گر گشتہ است لہجہ خاص ہر عام
لب تو شوخی کرد سرت زبانی
گرفتہ است قطب ہم آں سحر جم
قد زیبا درخت موسوی داں
پہا آنجا یافت دل را بآرام
تو سر خوشی تن خود فاش کردی
مثالِ قاب تو سین است آن عالم
مرا در خمے کردند غرقہ
کہ میگوید انا اللہ محو اصنام
نہا دادی وے بر خاص و بر عام
چگونہ من نہ گروم مت و بدنام

محمد را نماند ایخب محالے

ترب کام

زبان حق کہ کرد است بند انکام

از متصل خدا امید وارم آید مر من شبی کنارم
 بے تو نفعی کہ زند و مانم جان بخدا که شرمسارم
 چوں من تو صد ہزار واری من جز تو کسے و گردارم
 و اللہ کہ مرا ہزار فخر است افتادہ کہ بدور تو خوارم
 جزا ز تو کرشمہ نیت کارت جز داری و عجب نیت کارم
 سو گند غبار آستانت گر جز تو دیگر کسے است یارم
 فضل بود دو صبر بزرگی خود را کہ غلام تو شمارم
 شد در سر من کہ جسد اورا تا یک شبے بدست آرم
 از ناز و کرشمہ او بگو یہ من اکم کنندہ بوسہ بازرم

بارم

ایست

بفتح بطنہ بنگی ایست

خود را بناس قد یارم

ہر شب گرد کسے یار گردم شدہ بر آستانش خوار گردم
 ز دیدن خوب توبہ کردہ بودم ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم
 مرا مقصود جز ہستی و گرنیت تو خواہی ساقی بخش خواہ دردم
 بگفتی خواہست کشتن ہلا زود زوق انتظاراں بردم
 کنوں از کن مکن فارغ شد ستم بدست یار جان و دل سپردم
 مرا از لذت دشنام خزاں بغلت می شود تسبیح و وردم

مدام مست و زوق امی محمد

کہ از انکسای لب می نشردم

نیتام

جاد و جمال و مال و جوانی و ننگ نام باناز و باکرشمہ و باشکل جستم نام

ت
کلام

با صد نیر از غزل و با صد نیر از ناز
با وی مجال نیست که هر کس کند سلام
رور که مغلسی و گدائی نصیحتی
شوخی ترا شاید کردن در می مقام
دنبال وصل او چو وی عمر را بسا
خود را مسوز و در پس این خیال خام
اورا کسیل بر نفس در خیال آرد
پروے بگو سلام و از آن سوخو بنایم
آنکس که از جمال و محبت نظاره کرد
از غیب وصل و هجرت نمودت انصاف

بوالفتح قصای معبان همی مشت
در قصه محمد بنوشت و اسلام

در دنا دران شود جان را بجا ناں بسپرم
پس من ز خود بیرون شده جن بخش اینکرم
او کند ناز و کرشمه من ستم و در بر شرم
ور پرین آید حجاب آن پیر من را در درم
گرم او شناسم گوید من کنم مدح و شت
گر مرا تو بنده خوانی و در بگویی آن ماست
من بجمع ظلم زیر پریشان تو ام
جان بشادی خوش سپارم و از دو عالم بزم
گرچه برستم محله اما چون دارم ترا
تا که خوارم بر در تو بادشاهم سرورم
من ز قارون ترغنی ام نه ز دینار و درم

ای محمد پیر گشتی از جواناں تو به کن
نیت خود ز دیک من یکا طاعتی زین بزم

عاشقان بدنام و رسوا خبر ویاں نیک نام
دلبران مرغ و او بیدلاں افتاده دام
کر تمام مجر و زاری و خرابی پیشه عاشق بود
شیوه ناز و کرشمه حسن را کرده است نام
پیش قدمت تو هر کجا سرویت پست
هر کجا خوبے بود سن ترا باشد غلام
نیت در دل جز خیال خود خال آنجا
نیت در سینه بجز و هم دگمان خام خام
من ترا خود بنده ام چاکر شدن معنی چه شد
آرزو دارم که نیم روست تو یا را دام
جدد سرکش را بدیدی خاها کرده خراب
شغل ز قارش نگه کن سر و آمد و ز خام

هر که خواب را نه بیند کور در چشم دل و آن دگر احمق نه بیند دل گوید یا حرام
خبر و یاس از جمال اندیشه نشانه میدهند ابر اگر از آلوده خانی میت فرقی جز بنام

عشقا بازی میت آن بازی که مهر و نرد باز

کردند مهر و باز

هر که غلط اند بخلطه چو محسوس السلام

عمر عزیز شد تمام هیچ جوس نشد کلام صاف نماند در دهم آه شکست گشت جلم
مرغ هوا مو ابرقت باز نه اوقداوه دام در دو فغانی کند کار مگر شود تمام
عشق نقاب رخ گرفت دل نمی کشم شاید اگر گنبد شده فرو شد غلام
عیش و خوشی بهاره هست متی و ذوق شد هر که لب و آتش دیدست با نش از کلام
وی جوس که پنجه شد سوخته مانده ایم تمام هر که کپس در دو غم نشدست نماند بلام

چون کردد
خوش شدست
چون بپایدم

من بخیم سلام و مع او ندیدم جواب

خوار و زار و زاری بوالعجب تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم منم میسر معاذ الله که این دل را من از دلدار بر گیرم
اگر زیم برشته و گریه میسر به پیش در بریر پانجم این سرعن العاقبت میسر به غیر
لب و گفتار آن خنده فرو بسته زبان من من اندر عشق باز بیا اگر چه کینه پیسر
بغیر از ترک را خمره خدنگی را کند سازا شکار بسته پا دیدی من آن لاله خیمه سازد
نشد دیگر جوس پنجه ماندم سوخته حسنه بزن آتش بر این سینه هم اندست تدبیرم

ابوالفتح چه پنداری رود از خاطر مهرش

بزیتم مبتلا زیم میرم مبتلا میرم

است نه ایم میت بهیتم کافره و یک بت پرستم
گیرم که تو بهیتم دروین بیکانگی درستم
از عشق نشان منید هر کس هر چند که هر طرف هستم

در مرطرفے شتاب رفیم
از بہر کند حبس چیاں
اور اہمہ ناز بے نیازی
گریادہ کرد لطف یارے
یک بوسہ آن نگار فرمود
گازے زدیم و خود بستیم
ہرگز بغراغ دل شستیم
ادام وجود خود شکستیم
دست ز خوشیقن بستیم
پیام بدست گرفتیم
بوسہ آن نگار فرمود
گازے زدیم و خود بستیم

در راہ فنا قدم پیاریم
بوا لفتح بگو کہ نیستیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم
بے یار اگر دہند جنت
گر سزائے کسند مار
گر یک نظرے فتد بر لب
و چشم من است چو ابر بار
کیا بار اگر بہ لطف بسند
خود را برہ گذر جو آنے
اے مرغ تو عاشق حوای
ایں خود نہ بین است جاہ و عزت
دیدم لب آن نگار میگویش
ما پیر شدیم و موسی پدیدیم
گر اندر خویش باز راند
ما ہر دو جہاں چہ کار داریم
آں را بجوے نمی شماریم
سرا ز قدم تو بر نداریم
یک لمحہ طرف و گرنہ یاریم
از روے بتاں چو نو بہاریم
کیا بار چہ صد ہزار باریم
خاک شدہ تن بدو سپاریم
ما یم و حواسے آن نگاریم
پیش در تو فتادہ خواریم
ہموارہ بنوش در خماریم
اے واسے کہ ما سیاہ کلیم
ما ہیچ درے و گنداریم

بوا لفتح صفت باہ و زاریم
زیرا چہ کیے گناہ گاریم

گم کردہ ہر آنچہ بہت مایہم
برمانظرے کہ ماغیرسیم
از ہر دو جہاں یکے ندایم
مارا تو بگو سے غائبانہ
از ہر دو قدم بروں فتادہ
جز در بدست خود ندایم
مرغیم آشیان و چینہ
بوالفتح قرار میت مارا
از دشمن و دوست فغانیم
ہر گز بحساب در گنجیم
رنجور و شیم و زار ماندہ
اے فضل خدا تو رحمتی کن

بھیسیم کہ بیچ رانشایم
بناکرے کہ ماگداٹیم
ما مفلس و ماندہ بے نوایم
ما خود کجا و خود کراٹیم
فی آن خداے مصطفایم
فانغ ز طیب و از دوائیم
مموارہ پریدن موایم
آوارہ چاہتروند آٹیم
مارا چہ بقاکہ در مناسیم
گاہے شمار در نہ آٹیم
مارا چہ دوا کہ عین دایم
برا چہ ملا کہ خود بلاٹیم

اے خواجہ چہ لازنی تو مارا

لازار ہر چہ پریم کہ لایم

ہر آن روزے کہ درستی گدام
غم فرداوی از دل بدرشد
سرافرازم ہر جاناج داریت
مرادانی خدا دولت چہ دوست
زبہ دولت نہ ہے عزت کہ حق
مرامستی و ذوق افزودا مرو
ندارم من از خواہش دیگر

مبارک باشند آں روزے بکلام
بنقہ وقت خوش دل مئی کام
کہ خود آں بندگانش می شمارم
ز زخم روزہ ہر روزے نگام
فتادہ بردرا و خوار و زارم
مرا گفہ است فلانے شرمسام
تنہا بہت بوسے باکندم

۲۰
از ہر چہ پریم
تا
باشند آں
روزگارم

گرفته میروم پس کجاست سرینے ضرورت گشت ہر سو نگہ دارم
 زبے وقتے برانم من بازآ بدستے جام و دستے زلفی دارم
 چو دیدم ابرویش عین قبلہ بسمت او نمازے میگذازم
 چو من دیگر نیابی عشق بائے کہ من در عشق بازی مرد کام

دریں میدان محمد راست جلال

کہ شہبازے و پیکی شہسوارم

وصف لب او در گچ گوئیم من عاشق مبتلائے ایم
 کردم چو بہار تازہ از سر گر من دل و تن بے بشویم
 معشوقہ سمر شب است باہن در باد یہ حرم چو پوئیم
 فردا کہ شود نشور مردم من غالب خویش را جویم
 گر بوی ترا وداں نیابم منکر شدہ لغتش بگویم
 من عکس نیم کہ عین شخضم بیرون و درون کجاست جویم
 بر من چہ نہی گرانی جوہر مسکینم و بکیسم فرویم
 باریک کمر کشادہ سینہ ای حبد در از نیک گویم
 در رہ گذر تو ناک گرم در آتش و باد و آب رویم
 این پیرہن وجود یکتا است صد پارہ شدہ است این دو تویم
 من آہم و تو دامن سبوی دریا ام تو دامن کہ جویم
 قدرت کہ بلند راست سرت زانہ بیشہ است سر فرویم

بوالفتح غلامی رنہون نیست

در بند قنادہ چہ گویم

آن شد کہ قبا بہت محکم بس کز کلہاں شدہ در ہم

شکالہ و دلغریب و خوش خو میخوار و خوش مزاج بے غم
 صبحی کہ حبسین او بپسینی آں روز تو روشن است خرم
 محل لب او چو برگ قبول و ندانش چو لولہ منظم
 ز قنایش سر و دیکہ است طوطی شدہ پیش نقش اکلم
 عالم ہر مبتلائے خواہت بیچارہ و کمتہ سینہ منہم
 بر ریش دل من از لب تو کیبوس بہ از ہزار مرہم
 ہم عشق تباں و پار سائی ہر دو نشوند جمع با ہم
 بوالفتح بگوئے حجتہ راست بر خواں تو حدیث ز یاد سلم
 مارا تو ز عاشقی کن عیب

کایں کار محمد است آدم

دلے دارم شکستہ زار مخوم تنے دارم قوی رخور و محوم
 ز فقاں دوستان بار او دای کہ رعلت عنقریب است گشتہ منوم
 بدرد عشق بازی گر بمبیم بحسن العاقبت شد کار مخوم
 مرا با بویے افتادہ است خوا تو راہ خویش گیرے شیخ مخوم
 نہ بیند کہ ہر کردے خوب مرؤ شود فرار حور امین محروم
 لبان چوں حلقہ پر کار گشتہ کشیدہ در میان خط موہوم
 انہیں یکے نمودن ایہا شیخ بشد اسرار از قوسین مہوم

اگر ہست غیت الا عشق بازی

و گر حبس بوالفتح اندم

شراب بخودی در کار کردیم ہمہ عالم فدائے یار کردیم
 ز توبہ تو بہ کردیم بسیار ز وقت و ردا تغفار کردیم

نقل توجہ
سراسر

معلوم
بحسن عاقبت

مے صافی ندامت تا کتم غسل
نمازے جانب آں یار کر دیم
بے بر ز اہاں نحرے نو دیم
بکنج زہر خود ایشاں چہ دیدند
بزدہ و پار سائی شہرہ بودیم
خمار از روے خواباں برگرفتیم
صباحے بردر خمار شستیم
کلہ را بر بسوے مے نہادیم

محمد رخت ہستی را بہ بستیم

براق نیتی را بار کر دیم

شراب عشق در پیانہ کر دیم
کنیم آہنگ سادہ نغمہ را
اگر بر شمع رخ پردانہ واریم
ز لعلش جرعه گردست افتد
سر سوداے سر ساماں نداریم
کہ تا کر دیم قوت مرغ عشقش
کہ ما با استنائی یار کر دیم
چو ماند صدف مرداں ستادیم
چومی بازیم نرد عشق بازی
اسیر حبیب خواباں گشتہ تو
سیمر در در افسانہ کر دیم
مرد و خوش فوافر خانہ کر دیم
ضرورت بہر اد پردانہ کر دیم
مجاور بردر میخانہ کر دیم
سر زلف بتاں ایشاں کر دیم
بصحن دل فقادہ دانہ کر دیم
ز خویشاں وز خود بیگانہ کر دیم
ضرورت پاشدی مردانہ کر دیم
دفا را مہرہ ہر خانہ کر دیم
کہ امتد در گلودیوانہ کر دیم

محمد عشق را آنجا رسانیم

بحر عشق

کہ در اقلیم ہا فرزانہ گردیم

من عاشق جوانے من زادہ شدتم
از ہر کجا کہ باشد من را بکار دادم
اکنوں نامد چارہ الا کہ ہے پرستم
گہ طاقین فروشم و خرّہ گرد فرستم
آمین عشق بازی جز اتفاق نبود
گر یار زہر و زرد من شیخ خانقاہم
رویش چو آفتابے ویدم بگاہ صبح
بر پشت خنک باد کشتن در کشتن آفتاب
اکنوں شدہ فریضہ تا مہر را پرستم
شرم از کسے ندارم دیوانہ خودستم

گفتند ای محمد یار تو بی وفا ہست

گفتم چنانکہ ہست او من مبتلا شدم

سمیر در دو غم را ما بجوئیم
مگر کہ در دوا در ماں پذیرد
حدیث در دل بائے بگوئیم
مگر کہ حرف غم از دل بشوئیم
کین آمد اگرچہ پیش جستم
چہ بندم میدہد لے نیکہ اماں
چہ بندم میدہد لے نیکہ اماں
نظر دادندا ما خوب بسینم
چہ کار آید مرا حور ہشتی
مراد یواندی خواہند خلق
کہ ما خود عاشق ہر خوب روئیم
زباں دادندا ما حق بگوئیم
کہ در حسن تباں ماندہ فروئیم
کنوں از خوشیتن دستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکہ مشوق

بازدم اندریں حیرت چہ گوئیم

ز سہے عزت کہ پیش یار بسیم
خیال دیگرے گزافہ سراید
بلے افتادہ خوار و زاریسیم
ز شرع احمدی سبیزاریسیم
اگر گلزار گردم بر مہرند پا
ضرورت ہم بزخم خار میسیم

باز شرم

ما لکھی یا آنکہ

اگر زخمی زندان غمزدان ترک
شہیدم گردان انگار میسر
کسے میر دوریں عالم بیک با
منم کز غمزاںات صد باز میسر
بقائے عمر بات حبا و دانی
مرا بگذر بردر خوار میسر
خلاصی از غم و اندوہ یا
اگر نشد مرا مر دار میسر
مگر آزاد گردم از دو عالم
اگر در بند زلف باز میسر
نہا داسل ایساں برو نختہ است

۳۰
بکر

محمد ہیراں اقرار میسر

من آں مستم کہ با ناز و نیازم
من آں رندم کہ در صوم و نمازم
نہ آنکہ سید العقباست نامم
ہمارہ در تو وصل در گدازم
شراب من نہ از انگور و شکر
مرا مستوق نہ لیلی ایازم
مرا یک کود کے شوئے مستوق
نہ او جن و بشر زین خفیہ رازم
ہمارہ میکند و حوئی خدائی
ہی گوید زہر کس بے نیازم
محمد احسن العورت بخواند
بشوقی گریزم سرے برآید
چہ باشد لیلی و مجنوں کدام است
نہ آنکہ ابروے من قبلہ است
بدوزخ من فرستم خود پر شمش
نہ کہ لاج در یافیت با من
مرا خود بر سر کوہ سرانیدل
مرا تحقیق شد عالم حقیقت
منم آں گلبنے خوشبوئے بیا

۳۱
مبکذا
ت

محمد بن کسنگفتار کرداد

نہا دم بر لبِ شیرش گازم

زمانے گرازیں ہستی برائیم . جمالِ قدس را در خود نمائیم
 دے بر صدرِ عرشِ دل نشینم . وراے قدس قدوسی برائیم
 بر سہ از لباسِ حق گردیم . رواے کبریا از برکشائیم
 پیالے جامِ جاں پر در بنویشم . سرودِ خود شناسی را سرایم
 ہاں ناقد کہ میجوئیم در جیب . ہاں کس را کہ میجوئیم ہائیم
 پر نقدِ وقتِ خود سازیم . براے وعدہٴ فردا چہ پائیم
 محمد با حقیقت آگہی شد . سراے دہان کہ از عکس ہوائیم
 اگر بستیم مثلِ ژالہٴ ہستیم . اگر اندر گدازیم آب و مائیم
 ہمہ روز و ہمہ شب نیت کار . مگر خود را بدین خود ستائیم

نباشد با کس مانند ما را

نمیدانی گرائیم و چہ ہائیم

دل از من بر دیار من چہ کنم . جانِ بجاں رفت و خشک تیغِ کفم
 من نخواہم کہ دلِ دہم بہ کس . گر یارِ مستم بہ برد من چہ کنم
 پیش کہ ناالم و کفم فریاد . دل من بردا و بغن چہ کنم
 ہر کجا عشق رفت کرد خراب . دردِ لم می کند وطن چہ کنم
 چونکہ از من نماند با من بیچ . باز دعوی ما و من چہ کنم
 بے یکے سر و قد و لالہ عذار . گشت گلزار در چین چہ کنم

مہ و غور شید و مشتری زہرہ

نام آں کو کب ہم چہ کنم

جانِ بجاں رفت
 خشک تیغِ کفم
 گر یارِ مستم بہ
 برد من چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم ز فرق و قامت قدم مخطوط بودم
دوسہ بوسہ بک باگاز کے نرم بیدہ سینہ را ہم سخت سووم
مرا از ختم او میداد و شنام من از بس لذت اورا می ستودم
زہے دوستی کہ آن دشنام درست کہ گوی نعمت زہرہ شنودم
سہری و سہوری گشتہ مسلم کہ سر را برد آں یار سووم
صباحے مطلعے میہوں برآمد مثال آندہ دور شہودم
ز احسن صورت و از امر و شباب محمدیت الایک وجودم

و دیندگر محمد احمدی نیت

منے ترسا بود یا خود جہودم

دل را بدرد و سوز بغم با سپردہ ایم گوے فراق عشق ازین صحن بردہ ایم
از رفتہ تو بہاست و از آئندہ احتراز از خوب اختر ازے و قویہ نہ کردہ ایم
جز نقش خطایہ کہ حرف یگانگی است از تنحتہ وجود سرا سر سترہ ایم
"اثر بہت بلا و صحن را چشیدہ ایم با صاف و درو ساختہ مفرج خوردہ ایم
از غلطش و وحیشم تو بہا گشتہ ایم در غمرہ ماے ز گس مست تو مردہ ایم
کز ترک غمرہ نہیب کند شہر اہل دل ما غیش را یکے ہم از ایشان شمرہ ایم

بوالفتح زلف دوست چو ماے یہ و راز

از جان و دل بگردش او گرد کردہ ایم

شرابے دہ مرا یا کر و بے خویشن گروم مزید عشق من باشد میغزا یدغم و دروم
زے مستی است مقصودم کہ صافی بہت بکسانم نہاد دست گر صفا باے بدہ یکد و قبح و دروم
نہ بودم ز اہلے صلح بکنج خلوت آسودہ نہازے بود بیچہ نہ بودہ جز بہیں کر دم
خدا را سالہا باشد بصدق دل پیغمدم قبول طاعت ایں آمد بشت و دروغم خروم

حدیقہ بیشتر باشد مرا ہم گشت زائے بہت
 بسویم گزنی تیرے کتم سینہ سپر گو :-
 لب لعلت جو انحر دے کز دوستی ہی بازو
 ابو الفتحا بدہ جائز اپیش در نہادہ سر
 نو دسال شدم کنوں تو گوئی شہر دہم سالہ
 بکنج خانہ خوش بودم کجا جسد ترا دیدم
 بجز مہر گیاے دل نمی روید دریں گردم
 کشادہ تیز تر بنیم دریں حرص و ہوس مردم
 ترا چشم است خو خوارہ بجان و دل نیاز دم
 تو انگو مرد میدانی زمیہاں گوے من بردم
 چناں در عشق چالا کم تو گوئی کو دے خور دم
 پریشاں گشت مال من نبارت فستان و دم

بگلزاراں نظر کردم ندیدم چل تو سرے را

نبودہ ہمچیں ہرگز شکستہ شد دل در دم

بیایا کد گرا سودہ باشیم
 زہے غوزہ ہے فخر و نہ ہے جاہ
 کہ جہہ بردار و سودہ باشیم
 چہ کم آید بلے افزودہ باشیم
 صفائی صغوی را روز بینم
 ہستی غویش اگر آودہ باشیم
 چو خسرو گزلب شیریں بوسیم
 نبات وصل را پاودہ باشیم

بر

محمد چوں رہیم از درد و اندوہ

مگر از بود خود نا بودہ باشیم

من عشق ترا بجاں گزیرم
 جز نام تو نیست بر زبانم
 جز یاد تو نیست در ضمیرم
 و میرم بہر یامیرم
 گزیم بہر یار زیم
 آن را کہ توئی میر جہانم
 در ہر دو جہاں من آں امیرم
 بر خاک درت چو خوار ام
 بیکل نحوشت بہر میرم

من عاشق درو مندستم

میدان کہ

جزر و تراود انجیرم

بیا تا یکدگر شرط رخ با زیم
دغا را پیشد هر مهره سازیم
رخ آن شهر سوار خود بنیم
بساط بشیش و کم تا خود فرایم
اگر ماندہ کے اینجا سپا دو
بفرزین بند اورا ما فوا زیم
گرد کان خبر سر خود را ندایم
بیم و نقره و زر ما سازیم
اگر یک بوسہ یا ہم اجازت
ز بے باکی لبش را ہم گدازیم
دل مرا قبلہ بروئے تو پیوست
اگر چه سمت کعبہ و رنما زیم
ہمارہ غرتہ سحر خدایم
در آں دریا چو سر راہ گدازیم
اگر یکیم و یازشت و بدستیم
بجز یکذات را در حست را زیم
اگر چه بے ادب و اریم و بے باک
حقیقت را نمودہ و محب را زیم

راہ فرزندیم
ن با خوددلش خورچ
در اسب گدایم

دوسہ روز کے کہ ماند ان عمر باقی

محبہ حقیقت عشق با زیم

گرازاں یا را کرانہ کمینیم
مردن خویش را بہانہ کمینیم
قدم عشق را بسر بسریم
نغمہ سوز را ترانہ کمینیم
مے مستی و ذوق بر نوشیم
صل میگونش را چمانہ کمینیم
حالت عشق را حکایت نیست
ماش بند کزاں فسانہ کمینیم

سوز

گر پس جعد آں سر پی گیریم

لاجرم دست شایہ شائیم

بیا تا یکدگر عیشہ برانیم
وجود خود و زیم غم نشانیم
گہ عاشق گہ معشوق باشیم
بقعد وقت یکدم خوش بنسیم
بوقت خویش خوش باشیم امروز
غم فردا و دی در گوشہ شائیم

لاجرم زنت
شایہ شائیم

نہ من تنہا شد م عاشق بروے گندی روی
کہ ایں رسمیت مہر وے ہم از حواد از آدم
مرا درویت و راس نے مرا در بخت کارڈ
کہ ریشے پختہ شد و رول نثار و بیچ آں مرحم
منم تنہا در بخوری مرا از دوستان دوری
ندارم مونسے ہوم ندارم دو سستے محرم

محمّد چند غم فوشی و تلکے و رو آ شامی
بر دیکبارہ زیں عالم نشیں ازادہ و خرم

شراب لعل او کردہ خرابم
شکال حبدا و بردہ ز تاریم
سوال پور نہ کروم ز مہلش
بزد و دوشے و خوش گفتہ جوایم
تفاکے ز دمن ازوے پس بیدم
بخشم از من شد و کردہ عتایم
زبان خویش کرد او و در و صنام
بجو شیدم چو شیریں شد لعابم
و ان اوست گوی پر ز شکر
لعاب او شدہ و صرف گلا بم
محمد تاکہ در صدد حیات است
کشادہ ہیں ازیں اسرار با بم

تفاکے ز دمن
از پس بیدم

بگور من اگر تھے تباہی

بے اسرار مخرج است ترا بم

شبے خفتہ جمال یار دیدم
دو چشم بخت را بیدار دیدم
کنار و پور نہ سہم بود آے
و گرا اسرار و راستار دیدم
نہ من بودم نہ او ہر دو یکے بود
یکے اندر یکے در کار دیدم
کمن جبدا و سر حلقہ عشق
گر ققاراں و راس بسیار دیدم
شبے گرجبدا و افتاد و بردست
در ان شب قدر بس انوار دیدم
حقیقت ظاہری پیدا ست روشن
شریعت را من از اسرار دیدم
صبلح انجیراہ من بر آمد
روح عمید در افطار دیدم
تو حق بندگی را منی حبا آمد
کہ ایں رہ سیرت احار دیدم

شوقِ معقباتی و رسمِ شد
برنگِ زعفرانِ حنا و دیدم
محمد تنہ سب گرا کیے نگ
ورخت و شاخ و غار و بار و دیدم

روین فنون

از چشمہ لاہوتیم ہر سوراں نہجے بہ ہیں
و از قطرہ ناسوتیم در ہر طرف بھرے ہیں
و خرقہ چادر شد مرا من اور خود را پدر
اور دیدہ انسان اصورت نہ بند و دیگرے
خوشید ہر روزینہ را ہر روز دیگرے مطلبے
ان غایت قرب اے پیر از ما با ہندی دور تر
مستوق پائینہ را سال دیدم تازہ تر
اے منکر محشر سیا بیہودہ اینجا اثرِ خدا
طاوس باغِ حضرت تم بر صورتِ زائغے مگر
و از قطرہ ناسوتیم در ہر طرف بھرے ہیں
اور از داغ و دایں پس در ہر سر سرے ہیں
در عکسِ عینِ شخص اور نورِ مافوے ہیں
اسی ماتہاب ہر شے در ہر جہے ہیں یکش
مایم با ہم کید گرنہ و یک را دوسے ہیں
در شکل ہر کبریٰ من است معصوم و صغیرے ہیں
رفیقِ زمانے باز آبرِ شورا نشے بہ ہیں
یہ مرغِ قافِ قدر تم ہر شکلِ عصمتے ہیں

ایجا محمد احمد است با مرتضیٰ ہدم قدم

لا بد ازل عین ابد اعلیٰ بشد آخری ہیں

آفتابِ حسنِ روئے ماہ من
ہر کے رالک و مال و سروری
سجدہ من پیش بتِ ہمداد من
تو بخواب غفلت و مستِ خوشی
چاہ بابل ہر ہر سحر تبین است
عبدا و افسانہ میگفت شب
بادشاہِ خبر و یاس شاہ من
خاکپاشِ تاج و عز و جاہ من
نہیت آگاہ از بکا و آہ من
کوزنِ خداں تو بابلِ حیاہ من
کالے پرویشاں کردہ گمراہ من

چونہ بایں مہمہ اشفتگی خوش چنانکہ داروم اند من
نیمت بے سرکشی بازلف یار بے نیازاست این نورگاہ من
عشق راشاہ وگدا منظورنیمت
بے رضا آنجارسد اکراہ من

لب برب من نہ آزمون کن بے باوہ خراب دست گون کن
 یک بوسہ بدہزار بریاں یک غمزدن ہزار خوں کن
 یک چشمک تو دوشیوہ بازو گہ معجزہ نام و گہ فسوں کن
 گرفتہ الفتاق و ملت دلاہ رقیب را بروں کن
 بس سینہ بسینہ ام ہی سا
 او بام دوئی نزل بردوں کن

ترا نے ہے است از اندازہ بیرون
ترا در دل برے سیلی کنیز کر
بر پیشیت جملہ خواہاں در سجود اند
مشال تو میان خبر و یاں
ندیدہ چشم من روے عنودن
زلزل او پتہ عالم شدہ است
ہوائے بوسہ را از دل بدر کن
مب لعل تو گوی ساقی بہت
مبارک مطلعے میمون مبارک ہے

میانسن
سجودند
بیشتر در خواب

شده عالم
مرت

بنہ سردر پریشانی محمد

کہ زلف اور آستین ہست کنوں

۴۰ این غزل را حضرت بنده نوار پدیده میقدیم دی نفعده کنند را رقم فرمودند

در انفسا
عشق کم کن

ز دست

رد
ملی

حدیث عشق را بوافتح کم کن
ز لعل شکرین لطف بفرما
تو وعده شتم کردی بلا زود
بروں آتا وجود جملہ خواہاں
اگرانی بدیدی چہ سہو او
ہوائی مہر می یاری نداری
ہواے ابرداران است ابوالفتح
لب او ہم شراب و ہم کباب است
اگر دست و ہوا بخت قدم کن
ہمیں آں حب را گیر و تم کن
ولیکن ہم بدست خود کر م کن
بیک نظارہ در کتم عدم کن
کنوں توبہ ز تصویر صدم کن
محمد بنوس خود در دو غم کن
شرابے و کبابے را ہم کن
تو بوسہ گاز را یکبارہ فہم کن

نگینہ عشق در تحریر و تفسیر

تو کلاب قال قیل از سر کم کن

شیرین خمر و آب و دہ فراور انگار کن
خاطر پریشان می شود جمع آیدم لطف کن
نشیدہ مار سیہ دعوی قتالی میکند
بر طور موسی بودہ ام بر کوہ لبنان شستہ ام
خود سر و آں پاکب با تو برابر ایستد
گر حسن یا احسان بود پیرایہ زیب شود
وصلت بخاص بخش شدہ انصاف کن
گیسویہ میر سیدہ را بختاے بر بنار کن
بنامہر گیسویہ خود افول گری در کار کن
جنباں سر طلقین را پس ہر دوزیر بار کن
گر گل شہوخی رخ کند اورا قرین خسار کن
از ماہر جرم و خطا تو رحمتی ایشا کن

چون

تا پر تو چہرہ بری بوافتح را ساقی گشتد

دیوانہ شوائے سحرابت روم را احضار کن

گر خم خمار کشاید دہن
گر بت من برق ز رخ بر کند
جرعے بے جود جہادہ کشی
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما

جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما
جہادہ کشی اس غزل را در جوامع اعظم در لغو فرما

بادہ رود ہر طرف سے پہنچے ہے باش دریاں بجائے کشادہ بہن
خائے چوں خائے خسار نیست نغمہ در ورق قصہ و رود و فن
بوسے کجا یا ہم و در گلبنان سر و کجا جویم و اندر چمن
گو ہر اگر خواہی در بحر جوئے خوب کجا باشد اندر ختن
یار کجا جویم و رو بہ نیست راو کر اگر گویم تنہا چو من

پیش ابو الفتح محمد گوے

بس کند از سوز زیادہ سخن

یکتہ جوفے بجام ماکن یکبار بے بکام ماکن
ساقی قدحے بدست مادہ یک چشمک زن مدام ماکن
گر برگذری بجام آں شاہ اے باد کیے سلام ماکن
آہستہ ترے بگوشش بزخماں گستاخی کن پیام ماکن
اے شاہ غیب یک کز شہ پس ہر دو جہاں بکلام ماکن

دشنام دی تو چاکرا نرا

مخصوص ہیں پیام ماکن

بنام

جواں مست من دیوانہ من لب میگون او میخانہ من
ہمہ شب شور شنے ذراں شمع خرا نگوید ہم فلاں پروانہ من
پریشاں برچہ گردم در چمن ا کہ سروے بہت اندر خانہ من
اگرچہ زندہ مانم تا قیامت نخواہد شد تمام افسانہ من
اگر عشاق را پردہ فوازی سرو و فلور و فتنہ فغانہ من
مرا با عشق باشد آشنائی کہ شد ہر آشنائی بجانہ من

سوزشے

خوش خوا

محمد شد ہر دلی از ہستی خود

اس غزل در جوامع الکلم در لغز و سوز و غم بہت و بجا آمد دل سستہ و درج شدہ است

ضرورت شد جهان بر آید من

اگر تو عاشقی عشقے بجوی وصل بے جہاں
نقد وقت خوش باشی چه باشد در وجود ^{دل} ^{درین}
چنین چشمے که من دیدم اگر ای مردمان
چون آفتند سر غلام مرستان ^{سپهر}
بمدا شد چنانستی که خلق در شناختی
صباح با ملاحتم ترا حنہ است با حنا
اگر با اوے تو شبے بغنودہ و آنے
چه باشد راحت و صلت ^{چیز} ^{است} ^{حیات}

توی بحر صفایا را تر اخلق و کرم لیکن

شدم آ آستان تو شدم غرقاب اندواں

یا صاحب حسن لطف و احسان
طلوع بس لطیف هست آں
پیش رخ و زلف آں ستمگر
کفر است کدام وصیت ایل
ای جان جهان و جهان جا غم
مارا نفی ز ما تو بوستان
گر مراست با بار امار
آں سر و قوی درین گلستان
از چشم تو باد و ام کردند
می غلظم هر طرف چوستان
برزلف تو تا زویم دستے
گشتم خراب و زار و ویراں

هر جا که گنج لب بند دیدم

رفت است جوا که سریناں

جہیں بر پشت پلے یار سودن
سری و سروری باشد فزون
سرشب در خیال خال و زلف
ندید چشم من روے غمزدون
بدین حنہ که تو بستی بدین تب
بدین صورت توانی دل ربودن
چنانچه از تو سر و دوشنا عبا گو
نیاید از منت الا ستودن
اگر لطف کند یک بوخت شد
شود احسان از اں کی بار سودن
بجز و ہم و خیالے ہم دگر هست
یقین شد نیست جز گفت و نمودن

محمد بارک اللہ حیثیت بہتر
جبیں پرست پئے یار سو دن

فوق و طب فزاید تازہ شود جہاں از ترک غمرہ تو اگر باشدے اماں
ابر سے نوکمانے و مرقاں چڑاؤ کے ترسم ز نادکے کہ شاید از اں کسان
می آیدم بوجہم کزاں حل می چکاں یکبوسہ سوال کنم یا ہم از نشان
اطلاق نام عشق روانیست برکے کہ از جور یار خویش کسند ناد و فغاں
یو الفتح را بجوئے کثر سے کند ز خلق

کای پریشم باز بخواباں میں نہاں

بشرط دوستی کردم و فاسن کہ بر در و بلا و آدم و فاسن
بتاں را مسجد کن ماسا مد پست معاذ اللہ کہ دارم این رواں
مرا دشت نام میگوئی غشت با نخواہم گفتنت الا دعاسن
مرا بازلف تو کارے و راز است مداں کوتہ کنم دست از جفا سن
بگرداں مہر در اہر چو کہ خواہی نخواہم کرد از دستش را من
بخوابد از تو ہر س آرزوے ندارم آرزوے جز لعنا سن
چرا فغان نشینم بے غم از غم کہ یار من ہمیشہ ہست با من
ز در و تو کہ ریشہ پخت و در دل نخواہم از خدا ہرگز شفا سن

بہر وجہ کہ دیدم لے محمد

ندیدم در جہاں الا خدا من

ساقی فدے شراب پرکن زیں رکو خشنے تو تازہ تر کن
چوں سنی بادہ را چشیدای پر کردہ سبوت بادہ مر کن
ہر منکر عشق را کہ بیمنے نامش تو ستور و گا و و خر کن

از غم و اگر کشادہ تیرے چشم و دل خویش را سپر کن
 ابرو سے تے اگر بیدی از صفحہ بگر و قسب بکن
 معذور بدار گرچہ پس رفت بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح نوشتا و خوش باش

از غیر خند او لے خد کن

مغم آں رخت ز خویشم اللبناں اللبناں
 فارغ از دست کیشم اللبناں اللبناں
 نہ مرا بچے و نہ امی نہ امید و نہ دای
 نہ مرا پختہ و نہ امی اللبناں اللبناں
 نہ مرا مال و نہ امی نہ مال و نہ دای
 نہ مرا سرور و نہ امی اللبناں اللبناں
 نہ مرا دل و نہ امی اللبناں اللبناں
 نہ مرا پیر و نہ امی اللبناں اللبناں
 نہ مرا امید و نہ امی نہ امید و نہ دای
 نہ مرا چہ و نہ امی نہ مرا چہ و نہ دای
 نہ مرا درد و نہ امی نہ مرا درد و نہ دای
 نہ مرا ننگ و نہ امی نہ مرا ننگ و نہ دای
 نہ مرا شرم و نہ امی نہ مرا شرم و نہ دای
 نہ مرا ریش و نہ امی نہ مرا ریش و نہ دای
 نہ مرا فرود و نہ امی نہ مرا فرود و نہ دای
 نہ مرا خرقہ و نہ امی نہ مرا خرقہ و نہ دای
 نہ مرا غوطہ و نہ امی نہ مرا غوطہ و نہ دای
 نہ مرا آدم و نہ امی نہ مرا آدم و نہ دای
 نہ مرا صافی و نہ امی نہ مرا صافی و نہ دای
 نہ مرا گلشن و نہ امی نہ مرا گلشن و نہ دای

اور از حریف و یار محرم اور از قرین و دوست ہم دیں
گرتیغ بفسق او برانی او گوید شاد باش و تحسین
اور از حد نہ تقد با کس پاکست دلش ز آں و از این
و امانده و بیدے است بکس او را تو مران غشم چندیں
سہل است شگستہ را شکستن بر مردہ کنی تپیز نسکس
تو روشن آفتاب و ماہی پروا چہ کنی بسوسے پرویں
ای رحم الراحمین چہ دانی آمد بدرت غریب و مسکین

کن رحمے کہ بدرت قنادت

بوالفتح گئے است نیک گر گیس

دیوانہ و عاشق شدم بپسل آں شیریں سخن سازم خدا برپایے او ازل ہیں ایرہان تن
گر بوسہ برب ز دم انبی رضائی شمع صیت کینہ کیش خشمے کن کی بوسہ را تو دہ زن
باسینہ ام سینہ بسا لب را بنہ ہم لبسم گر تو نیابی لذتے دشنام دہ سیلی زن
خواب ہمہ بختی شمر تو در میان شاں قمر در مجمع یاران ما باشی تو شمع انجمن
از تو مرا روشن شدہ ای آفتاب مہل کن تو ہمہ نور و خوشی و نہ مہر خیز و سوختن
من دی شربے خوردہ ام مانده عمارتن ہرما گر بوسہ بخشی مرا آسودہ گرد جان و تن
ہر جا کہ خوبے دیدہ ام کو کل بیدادی کشد در چشم مردم ما کند او ہمیشہ وجے خوشین

بوالفتح عاشق کہنہ نو نوگزیند مرے

مردم ملا متہا کشد از ہر کہ باشد مرد و زن

نسکایت یا رہم بریا گفتن چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن
اگر ایسے جفاے کرد با تو نمی شاید برا غیا ر گفتن
شبے با ماہ روے گز غفتی نباید قصتہ ایں کار گفتن

حدیث قصہ مستی و مستان حرامت باو برہنہ شیا گفتن
اگر صوفی شدی شرمست نیاید حساب تنک و دینا گفتن
گلہ از جامے و از خمارش ترا منع است بر خمار گفتن

ابوالفتحی محمد رانشايد

سخن از وصل در باز گفتن

آں جوان ہم جان و ہم جانان من عشق او ہم درد ہم در مان من
ظلم بر خود میکند بریار ہم او نہ این خود شود نہ آن من
او میان گلبنان شبگفته گل او میان سرکشاں سلطان من
من در آن خلوت کہ با یار خودم نیست روح القدس بخ دربان من
من بروں از خویش بودم تالکے شد یکے اندر یکے اشان من
گر حیاں را بایان جمع آورم منتے بر من نہد منان من

اے ابوالفتحی محمد باز آئے

باز آمد نیست در امکان من

غمرہ بن تودل بہر منت بنہ سجان من جان و جہانم آن تو درد و غمت از آن من
بوسہ اگر ز دم چو شد ناز و کرشمہ چیت این لعل لببت ہمہ گمان است گم شدہ آن نشان من
ہر چہ کنی ترا سزد و نیمل با اشار توئی قہر کن کرم بکن زیدت اے جوان من
کیست دلالہ و رقیب نیست وی چو دریا من تو تو بمن یکے عین تو شد عیان من
شخص تو در خیال من بود تو در نہاد من نقش تو در ضمیر من نام تو بر زبان من
دیدہ شدہ بعینہ مردم چشم من توئی نیست بجز تو دیگر کسی چہ جسم و جان من

مہر کہ محمد احمد است و احمد را احد بخواں

آہ حجاب من شدہ میسے کہ در میان من

ہرگز

باشد کسے ز عشق مرا امید نشان
 آگوز خویش بخیر است با خبر مہاں
 اطلاق نام عشق روانیست بر کسے
 کز جور یا خویش کند نالہ و فغاں
 رفتہ گشت باغ کہ سبب غم شالی
 سرے و دگر گجاست چو کبکے ی روا
 گویم بدیدم کہ بیش را خراب شد
 مارا عجب کہ چونہ بدیدست در مکان
 مردم و دریں موس کہ میرم بہ پیش تو
 کارم بجاں رسیدہ و آخر شد توان
 عاشق شکم پرست نباشد جوان
 روحانی نباشد محتاج آب نہان

چوں من خراب از بحر عشق نیابت

بوالفتح را پیر بنمیزد و گزشتان

خوب رویا تو کرشمہ ناز کن
 عشقا زانچہ وزاری ساز کن
 ساقیا یک جرعه در کام ریز
 مطربا یک نغمہ آغاز کن
 نہر و قدابکش با سمت بلند
 گلخند را خارا را انباز کن
 شاید تو خود پرستی را بباش
 غمخیز زن از سیم و زرا غماز کن
 گیرے تو شیخ وقت و مرشدی
 بل مع الاسلام شئی باز کن
 پیش کند وی بکش نغمہ بدہ
 انگہ ہم مردمان در باز کن
 نقد را بانید تو یک جانبہ
 می شود قصہ دراز با جاز کن
 بوسہ را اگر او اشارت میکند
 خویش را مستان بہانہ ساز کن
 نیست معصودے و موجودے مگر
 واحد فی واحد اعباز کن

اے محبت پرستان کافر اند

حق پرستی را کیے ابراز کن

مستم حسن را خرا ماں کن
 درد و اندوہ را بدر ماں کن
 حبہ را شانہ زن فرا ہم آں
 خاطر جمع را پریشان کن

آن سید زلف راز رخ برگیر کفر را بدل بایمان کن
 مشک و عوی طیب کرد وے جعد بکشا و بس پشیمان کن
 بوسۂ الناس گر بچشم کرم خوشین و و چند ان کن
 گر تو داری سب باغ دل گردی گل و سیوہ عجیب و دامن کن
 اسی ابو الفتح سیر باز بگو
 زیرہ را ہم سبے کرمان کن

سختی
 مکتا

جہانے یاد الے دل و فادان اگر گرومی و ہر اس راضا دوان
 اگر تیغے زند بر سر زبے لطف اگر تو دم زنی جہل و خطا دوان
 اگر عاشق شود زان محلستان در اس حالت زند بوسہ روا دوان
 ز جور یار در دل گر خاشے است تو در وریش راعین و داوان
 چه پندم میدہی اسے ز اہوت تو مارا بد بگو اس را دعا دوان

محبت مایہ ریخ است و محنت

محمد حسن خواں را بلا دوان

دو فواو

مرا ایے است در خاطر اگر گویم کدام است
 ربہ زب و محل میگویش جہانے مست می گردد
 صبا از جیب و دامنش و در بچے بگلزار
 پیار را مثل باشد و چشم مست غلطانش
 جہانے بتلا گردد و بلے خاص و عام است
 شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چه جام است
 صلیح از تابش عارض نکد کن مہر و ام است
 وے سے پر بہ پاید گر ساقی مدام است

ز رخسار و جبین او ہزاراں مہر می تابد

قد و بالاش اگر بینی ہی سرو تمام است

سختی

مرا افتاده است با آن دو گیسو
 نہاد دم دین و دنیا را یک سو
 شد م از قبل اسلام
 چو دیدم عین محراب است ابرو
 اگر عاشق شدی جو رجفاکش
 نہ آنکہ نیکنی با شند بد خو
 مرا در دل نباشد هیچ شمع
 در آن محضر کہ نیست الا کہ یا ہو
 اگر یک بوسہ خواہم بکت
 نہ بخشہ آن مکار شوخ بے رو
 اگر بر لئی عاشق شدستی
 بکن از خویش و از بیگانہ یک سو
 ندیدہ و دیدہ ام روئے غنوں
 مگر آن چشم فتنہ کرد و جادو
 میان چشم و دل میفت گفتم
 کہ عاشق من منم یا آنکہ تو تو

ابوالفتح از روضہ انصاف گفتہ است

محمد راست میگوید کہ ہر دو

آن یاری یار و محرمی کو
 از صدق و صفا و مردمی کو
 آن طیب و طرب نگار در بر
 آن مشرب و عیش و خرمی کو
 مے خورون و مہدم پیایے
 آن مستی و ذوق و خرمی کو
 آن وقت جماع خوب رویاں
 آن صبح عشق و مہدمی کو
 آن رقص و سرود و دف و تنگ
 و آن خند و بگلے بہ کمی کو
 آن ساقی سادہ بادہ بخشا
 آن صبح عشق و مہدمی کو
 آن بوسہ و آن کنار و آن گل
 و آن رخس و صبح و درجی کو
 یاراں کہ بیکد گردا رفتند
 آن حال مستی و درجی کو

ابوالفتح ہر دو سوزے بر

آن یاری یار محرمی کو

عشق بازی اگر مہ بازی تو کار دنیا و دین بازی تو

روایت
 نمک خروار
 منظر بر لای
 باہر

خندہ و ہر دو

سویک

تو بر

۹۰

و در بدو و خمت قرار شد
 خوش بزی مرد بے نیازی تو
 نہ تو در بند یار و بر تو
 بر چه زنی و با چه سازی تو
 رخ آں شمع را کج بایستی
 گزیند محو می نمی گدازی تو
 نیست در عشق گز کس انباز
 فرد باشی و سرفرازی تو
 مرداں را که می کنی پامال
 قد بلند و مودرازی تو
 صوفی با صفا و صفائی باش
 چند برز بد خویش نازی تو
 گر خدا را سخی شناس شدی
 بر چه هر جا بے گدازی تو

ای ابو الفتح خوار و نابزی

بایدت هر نفس گدازی تو

می بینی آں جوان خوشخو
 آں قد بلند و دراز گیسو
 آں ماه جبین زمره خسار
 با جمیع آں نفاق بازو
 چون نیک نگه کنی بدانی
 اسرار کشید آں و و ابرو
 آں چشم کشاده چشمک زد
 بر بست خیال محروم و جادو
 آں محب و فکر که از خانه است
 و آن نخبه کفر راست بازو
 آں عسل شکر که غن غنوشد
 و آن غال که کافر است هندو

بوالفتح مدراستعارش

آں ظالم کافر است بد خو

گرچه پیری و یا جوانی تو
 عشق را پیشواے خوشین
 کم کردی و کم نمائی تو
 واکه دروهم و در گمانی تو
 لعل میگویش را که بوسه زنی

۹۰ حضرت نه خواہد ایرغزل را از کتب بہت دشمن ذقیدہ سنہ ۸۰۰ رقم فرمودند

عشق را نقد وقت خود می سنا باش باقی بد افسانی تو
 گر خیال لبش بدل داری روز و شب مست و شادانی تو
 گر شوی در دوش و غم آسم ایمنی خفت در آمانی تو
 و انمی لخطه چشمش شد
 ای محمد چه ناتوانی تو

ردیف صا

یار اجمال شمع رنخ را تو دیدی پروانه وار گرد چرخ پریده
 خامی تو هیچ و دو پیرا غم نخورده خردی تو گرم و سرد جهان اندیده
 ذوق خمار و راحت مستی گرفت کلبه بنا آں لب میگوں کبیده
 یا شرط عشق را بکس با ختی گبے ذوق وصال و دور و فراق چشیده
 و قتی پیای تو نشکسته است چرخ گاهے بوسل آن تن گلگون سیده
 معشوقه تو گاهه خشم از تو رفت است و آنکه بعلق آمده در بر کشیده

بوالفتح راستی که جهان اندیده

نی راحته چشیدی و نه غم کشیده

مهم در عشق بازی پیر گشته ولایت در دو غم را میر گشته
 نهم در سر پریشانی ضرورت که زلفت پاکشاں زنجیر گشته
 مگر جلدش پیچید در گل ویم شدم دیوانه و تر و پر گشته
 وضوے عشق را بر قول عشاق ز خون دیدگان تقدیر گشته
 جوانی عشق در پیری فراغت تو گوئی مشک بوده بر گشته
 مرا عمر است و در خیال گذشته بتقوی و عبادت دیر گشته

بش

نه حضرت حاجه بنده نوازیں غزل را روز جمعه سوم شوال سنه ۱۰۰۰ در رقم فرمودند -

مگر دارند خواب استوارم
شود وصلے بدین تدبیر گشته

کدام آن دل که دلبر برگرفته
خوش آن عاشق که با معشوق پیوسته
پس آنکه عشق را از سر گرفته
زہے یارے کہ کاسے برگرفته
چہ کار آید نبات و انگینش
کسے کہ لعل تو شکر گرفته
ترا ناز و کرشمہ شد زیادت
نہال عشق ما سہم برگرفته

ببازی گفت ریزم خون اورا
محمد این نکو اختر گرفته

آن سادہ کہ ہمت خواجہ زادہ
اور اجمہ روز نیست کاسے
آں مرغ بچہ را ہر آنکہ دیدہ
ایں دولت ہم شود میسر
گر عاشق پارسا است زائد
بوالفتح اگر تو عشقبازی
و انگاہ بدست یار سپار
ہر سو کہ بر و برد کسادہ

در کعبہ در کلیہ یا ہم

اخلاص و وسع بیاد وادہ

عمر را کردہ اندام زادہ
عمر را بر مثال حصے دہا
نہست ازوے گذشت اندازہ
لیکن آن حصن را نیست دروازہ
ای جوان این گمان است در خود
ہر دلم این درخت میشود تازہ

این غزل در جواہر الکلم در ملفوظ روز غیب شب بستم ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۰

رو

ن

ن ہر دلم

بلکہ ہر روز در زبول زوال لیک رفته است قسمت اندازد

ای محمد نو و نمود است رو

و رفود باز داشت آواز د

تو کردہ زلف را شانہ جہانہ گزشتہ دیویش
بروے سبکی شمع تو دل من ادا پروانہ
نہ چوں تو دبرے باشندہ چوں من آیت
دو اے من جہانے تو شدہ ہستہ آواز فرما
رخ تو کعبہ جانم خم ابروے تو قصہ بسط
دب ہیگہ کن تو یار اور ہار است میناز
چرا باد و ستاں خود بلطفے پیش میرانی
چرا از آنستہ است خود شوہر آید بہرانی
الا ای یار سیمین تن وجود ازین می پوئی
دیکہ جان و تنم اخذ شود از من بہرانی
نہاں شب بخوری و روز بر سجادہ نشینی
محمد شیخ تزدیری نہایت کار مردانہ

نبرد عشق بازی شوہراں زرد و نما خانہ

تو خامی اے سپر جلے غوردی بختہ یکدہ

نقش نگار خاتم دل را نگھیند
اصل لب و دامنش چہ رافقینہ
ہر چند مغلسم ز نقد و مہمال یار
از درد چہ بہتہ سببینہ و فینہ
زیبکہ سرفرد و سیار و سبر و دل
آنکہ ز بندگان تو باستہ کیمنہ
از جوہر و از جنہاش بہر دم چہ پیچیم
کز درد سوزا و سستہ بہانہ خزینہ
یعنی چنین بود کہ گچہ آن نگار من
ناگاہ از درم بدر آید مشینہ
چوں آشنای عشق بغرقا افتد
جز درد سوز رنج ندارد و سفینہ
آن آہ سر و ہر نفس بر ہوا رود
ترسم اگر بر آید از سوز سینہ
علش اگر ز لطف مرا بوسہ بداد
آں میر غمرہ بر پنجہ شہم است و کینہ

بوالفتح و ارباش بنال نقد و

فردا زنا ز جملہ بانکار و سینہ

زلف تو کند ستم ہمارہ
نم نہ بکند جگر و دپارہ
تنگ بوہنت شکر فشانہ
لعل تو کند شراب خوارہ
پستان ترا چنان مکیدم
گوئی نبات بہت و دپارہ
پس کویہ سر میں ہر آنکہ رفت است
می باید کرد سنگسارہ
آن ماہ مرا بدست ناید
پیچیدہ بر من این ستارہ
اے جہد راز و خور و بہت
لب لعل تنک مکن دوبارہ
آن منکر عشق را چہ گوئی
گاہے و خہ و سنگ خارہ
در عشق نہ اگر تو مسیری
باے کہ باش یک سوارہ
بین پیرہن و جود کردم
در عشق بتاں ہزار پارہ
گر ممکن نیست وصل خواں
می کن تو ز دور یک نظرہ
گردست غیر سد بجعدش
دیوانہ باش سنگسارہ
بواغ فتح اگر وصال جوئی
چارہ نہ بود ز مکر و حپسارہ

من

گر عشق بازی اے محمد

تو کیسی و چپہ و چکارہ

جوان مست من سینہ کشیدہ
خرا ماں میر و دگفت آنکہ دیدہ
جہانے زوشدہ دیوانہ ہر سو
چنین صورت خداوند آفریدہ
تمش کرد او از نور و دوس
مجم غیت این صورت گزیدہ
اگر مرے است ماندہ استادہ
و گریخت بر مردم دم مسیدہ
و گری است عاشاق سہیت
خیال جہدا و مستانہ دارد
و گر گلبن بود خانی نیابند
ازین عاشاک و از خارے خلیدہ

بہت
ناجہ

چنین صورت مسلمانان بدانید نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ
اگر بروے او خود مین قبلہ است چنانہ طرف سمتش خمیدہ
ملا مت عشق بازان نشاید

محمد راست ایں وصفے حمید

جان راجی سپارم با سینہ کشادہ مست و خراب باشم لب لباب نہادہ
حمدے خدائے گویم نکرے بجائے ارم شد عاقبت حمیدہ باب الکر کشادہ
گر رخصتے بیابد باشد شستہ بر در و در دمیت مارا بجائے بدر قنادہ
بر ہاں غریب گوید سخن غریب بازک می تب تو بجائے جو اندر انیک منم نہادہ
جنت بکار ناید عورت قصور فزون یک غم جو بیاید باغ و حریف ساو

گیسو دراز را اگر کایں قصہ مختصر کن

می باش بردار و زو و ثبات دادہ

ردیف یا

بہار آمد بگلزاراں خراسے بروے شاہد و ساقی سلاے
برجے باغ و صحرا خوش برآیم بیک دور و دورہ پر خوردہ جامے
دے یاران ہمدرداں خبر کن پیر بر مطرب و میگو پیایے
کنار دہو سہ گردش میسر لگو آنجا علاے یا حراے
اگر دستے نداداں خواجہ زادہ بیایں رو بہ پیش شو علاے
ازاں تنگ دہن نال ملباریک سخن کم کن نمی گنجد کلاے
اگر درد لبری تو چپیرہ دستے منم در عشق بازی خود تماے

محمد و خرابات و خرابی

عزیزین ما بیک
سے تکیہ :
چون دفعہ
جزایں

نکو کردی برآوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چہ
باز بندیم دل بد و لب بندے
یار مہمان رسد چہ پیش آریم
جان و دل خود شد است اپندے
بر زبان نیت جز کہ نام فلاں
میچکد سر چہ بہت درآوندے
عاشقان بت پرست و بدین
گمراہ را چہ میدہی پندے
زادے ویدے بت رویا
فاسق بت پرست شد رندے
باغبان قامت اگر دیدے
بیخ و بنیاد سرو بر کندے

سروے بودے اے محمد تو

زلفش اور در بلا نیگندے

نے جاے تھل است زاری
گر یا ر نکرد با تو یاری
مطرب غزلے کہ دل نوازی
ساقی قدحے کہ غم گساری
اے نازک و آفریدہ اناز
اے فطرہ ابرو سبباری
اے سنگد لا و شوخ بے حسد
این نیت طریق دوستداری
آخر کم از انکہ باز پرہیسی
اے سخت کماں چست یاری
رے است قدیم این تباں را
اے دل تو مگر خبر نداری

بواغش اگر تو عشق بازی

مسکینی و عاجزی و خواری

بجہ امتدنگارینا چہاں موزوں زیبائی
کہ ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی
خطاب الاثر یک لک دے کبریا ہیست
تو ہی پیرایہ خوبی ز تو زیباست زیبائی
چنانست دوست میدارم کہ محض دوستیستم
دل و جانم ہمہ عشق است منعم با عشق یکتائی
بجفت دیومردم من زبت روان نظر دارم
منش لاجل میگویم کہ احق ترا از محبتائی

مراد دل نمی آید رود از سینه عشق تو مرا از جان نمی خیزد که شینم بے تو هر جانی
کشاد و راز میگوم مرا دل بستگی است من این مقصد دل خود را نمی خواهم که بکشیانی
ترا راسته صلح چنانکه بایست هستی وے افسوس می آید بے خود کام و خود را

محمد آں جوانمرد است که در پیری نظر باز د

تعالی اند ابو الفتح اخدائی را قومی شائی

مسلم نیست عشق و پارسائی محقق نیست صدق و خود نمائی
ترا با عاشقان نسبت نباشد کتا از خوشین سبب و نیائی
ز بے کم محبت و رسوا که باشی بگفت خویش گر خود راستائی
الائے دلبر چایک توانی و ہی مار از بند غم ربائی
محمد تا قلی در بند هستی میسر نیست کز عسک ابرائی
حدیث عشق در گفتار انیت چه بیوود تو چندین شاذ خانی

چنین گوئی جہاں و هم و خیال است

خیال خوش خیال دلربائی

آسوده دے ستوده جانے بایر نشسته یک زمانے
وز خود قدے زند با خود لکے است و گرد گر جهانے
بردار ز رخ نقاب کیبأ از عالم عشق ده نشانے
اغما ز روے خوب حاشا خود را تو خود مکن زمانے

از خال و لبش سخن محمد

گرد آرمکن و گرد زبانه

مروصل انداری ز کجائی و پستی اینجا که نیست جلع و از که شد رانی
مینازومی نمائی هر خط و درونی فریاد از تو را انظاره می ربائی

گر ناز بچائی

گم ناز نے نیاز سے گلہ نیاز ساری
چوں وقت کار آید گوید کہ عاشق فدا
من آں فلاں فلاں سلطان وقت ختم
یہ مرغ قاف قبرم از آشیان قدم
بہر جا کہ یار جوئی آنجا حضور یابی
بوالفتح را گوی تا پس از محمد
کاٹے ختم و چٹک کاٹے بفرز آئی
با تو مرا چہ نسبت با ماچہ آشنائی
تو کیسی کرانی زین مفلسی گدائی
از لامکان نہ اتمم شخصیم ہر کجائی
اما وصال با ما عاشک نزار خالی
اور جواب گوید فریاد ازین جدائی

گر ایں سخن نشیند در جان طالبانم
من از میان بخیرم ماندہ رو خدائی

میلہ تجرم

اے یار عزیز می توانی
یک بوسہ ز لعل خوشنخشی
ہا شا کہ مرا میسر آید
گر برم کہ بخلوتے نیائی
اے نازکے آفریدہ ازنا
پیش و پس تو گفت کس
سروے تو ہے چو کبک ز قمار
باقہ بلند تو درازی
تاریکی شب ز مکن زلفت
آں یار مراست چہ تم مست
ما را از بلے مارا نی
متناہ کنی غم ستانی
بے یار عزیز زنگانی
با سے اور از در زانی
اے مایعیش و شادمانی
اشکم بیک و سرور گدائی
ما ہی تو کو مہر میقلانی
باسینہ کشادہ تنگ دانی
از خندہ تست جمع ثانی
یا خواست ز خواب تا توانی

از بوسہ شود لب تو احساس

بوالفتح یقین است در گمانی

اے باد فوہا ی از راہ لطف یاری
در گوش بلبلان گل از گل خبر چداری

کے باز می بیاد آن فصل تازه ہونے کے
کے بچے گلہ دار یا ہم ز حیب دامن
آں گل کہ دینہ گم شد امروز بازیابی
دی رفت باز ناید فردا کہ گفت آید
کے در کنار شیند بر بارسم یاری
باجد او تہ مجھ مانم ز بقید یاری
امروز مست گدی فردا شوخی خاری
بر نقد وقت سازی امروز دشواری
بے از خیال وصلے عاشک کہ عشق باشد
بے برگ رنگ و بے چہرہ چہرہ تہان

بو الفتح رافق حاضری تہ نصیب

گریار تیغ راند سر را تو بر نیاری

گر آواز غار
نہوت در بند
مصلحت

مگر آواز غار تہ از قعر چاہے
مگر آوازیان جنت دوری
چو من می باش در دشتام و خوشا
ترا من دوست می دارم دیگر هیچ
چہ بد افتد ترا ای شاہ خواہ
اگر خوانی و گر رانی تو دانی
محمد جزدشش دیگر در غیت
ندارم از سبب یار زو از سبب آہے
توی قمری کہ می نالی پکانے
کہ من ہم زیں نمدارم کلاہے
نکر دستم جزایں دیگر گناہے
اگر باشد گلاے نیک خواہے
ندارم من جزایں رو بہج راہے
ندارم من جزایں دیگر بیارے

روم اکنون کجا آوارہ ایدل

بکرہ ہو پیید و روسیہے

و تہرے غیت چوں تو یکے پرے
ہر کے روے خوب دارد دوست
نقد مارا بدل بے سہ مکن
قصہ عشق احسن القصص است
بیدے غیت سمجھ من دگرے
اہل دل را بود دگر نظرے
فہم میں ستر کے کند بشرے
مثل عیسیٰ ندارد او بدرے

لے بزد مجاہدیت و ہم ذی نقدہ سنہ سر قلم فرمودند لے این غزل را نیز بزد مجاہدیت و ہم ذی نقدہ سنہ سر قلم فرمودند

عشق در اختیار و نعمان نیست شافعی را نشد از و خبر سے
ماوراقا متے بلندے نیست سرور نے مجھے است نے کئے
سر و من ماور و بلند مر است دلبرے نیست سمجھاؤ دگر سے
ای محمد بیے عسزری تو
دلبرے نیست چوں تو کیونکے سے

دلہ را بتلاشد با جوئے ز غمزه اش نذر و کس المے
بیک چشمک سباز شیوہ چنداں فرو بالا کند ہر دو جہاں سے
لب لعلش بہ بیخوش کدہ است جگر خوار است ہر دم دستاں سے
صدف را در شکم و دساک لو لب و دندانست ہند و فشانے
دلہ از دست تنہائی بجا شد چلویم بلکہ افتاد مہ بجانے
غیور مہن و ہرجائی است یارم کجا جویم نہ دارا و مکاں سے
ز چشم مست او غلطیدہ حلقے برآمد ہر طرف از دے فغانے

محمد پیر گشتی تو بے کن

نظر بازی ز عشق آرد نشانے

جان و دل من پے جانے در ہر خم مجھے او جہاں سے
مقتول بے وقالتش کم برعل بٹش مرا گمانے
برعل ببت سیاہ جائے است از موت و حیات من نشانے
بر خورد ز عمر نیک بختے بایار عزیز یک زمانے
گرایت خلوتے میسر با ذوق و فراغت المانے

بوالفتح مدام بادہ می نوش

گر ہستی پیر و یا جوئے

۱۔ درجہ اصح الکلم در لغو و در شنبہ ۱۴ رزی تعدد سنہ مردن کردہ شد ۲۔ بروز کشند غزو ذی الحجہ ۱۲۸۷ ہ
رقم فرمودند ۔

محمد عتق بازے خوش خصلے شب و روز آں خیال غدو خالے
غم فرزند وزن کیونہ سادہ نمازہ در دلش میلے باے
اشارت بوسہ کردن چه مقصود عفاک اندھیائے ہمت فالے
ہمہ شب یا در لف ماہ روے بہر صبحے دو چشم بر جمباے
چنین سروے بدین فنک ز نباشد در گلستانے نہاے
لب او در خیال و وہم ہانیت ولیکن نیت جائے قیل و قالے
محمد بوسہ ز آواز کے خاست

نبودت در میان جزا حتمالے

سرو را استناد بہتر چو تور فالے کنی طویاں را بنحوشی چو تنو گفائے کنی
ہر چه برہا میکنی میکنم ہمہ مطلوب است لیک مارا می نشیکہ در گریارے کنی
یار گر فرمود لطفے بوسہ را گشتی مجاز حفظ حرمت را تنگ گزے و آزارے کنی
ہر کہ در کوئے تو آید گاہ و بے گاہے او قواد انصاف فرمودست تنگسائے کنی
عقد لمھی بر سرو بس و عوی عشق ایاز آہ محموداں بلا از عشق بیزارے کنی
اے بولفتح جوا نغرد است با عز و جمال سر نہد بر آستان و ترزا خاںے کنی
جد را خوش بر سرین افکندہ اے خوش نگا چند کس را پسرواں کار و کماے کنی
اے پسرب را پوش و برقعہ بر و بخش چند مرد ز ہد را سر گشتہ میخوایے کنی
عشق آں صورت ندارد نقش آں خالی کند عشق در ہر صورتے با فیض اظہارے کنی

اے محمد عتق بازی را کیے رمزے بگو

ماہ در خود ننگری بس عکس افواے کنی

تو از ستر اقدام حسنی و نازی فریضہ گشت مارا عشق بازی
ہمہ عالم اسیر جعد تو گشت ترا زید نگار اسیر بازی
لے بر در چہنہ ہنرمند کی ہوشی در لطف و جوامع احکم درج کردہ شد۔ در لفظ روز یکشنبہ ہنرمند صفر شد۔
در جوامع احکم درج کردہ شد۔ در جوامع احکم در لفظ روز شنبہ ہنرمند و ہر جمع اکتبہ و ہر جمع ات

سراں و سرور ایں را بدورت سر
ضرورت خاست از تو بے نیازی
ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر
سزد بر کل غوبے خود بنازی
نباشد زیورے زیا تر اے یاد
برائے دہرے از دل نوازی
محمد را نظر جز بر خدا نیست
ندانی عشق بازی و حب بازی
محمد را مداں محمود غسزنی
تو خود را ہم سپنداری بازی
محمد را محبت فیض آبخاست
تو از ستر اقدام حسنی و نازی
رسد بر مہ کنی کبر و کثمت
سزد بر سر و بتانے کرازی

دیباچہ

تقدیر کلمات

قمر بالاست بالائی ندارد

کجاست آن سرور ایں کنازی

ترا حق داد و روے پر جامے
مرا بخشد عشق پر کسے
ز حین غیش انگہ بر خوری تو
کہ عشق من ز تو خواہد صلاے
بدین من و نمک ناز و کثمت
نباشد مرد را دیگر مثاے
ترا ناز و کثمت و او چندان
کہ ما را بد از ماے بجائے
لبت باریک بن نازک تنک تر
ندارد احتمال قیل و قالاے
اگر کردے اشارت بوسہ عیش
یقین گشتے نماندے احتاے
سوال بوسہ از لعل آن شاہ
مجاے ہست بل فرض مجاے
درخت سر و نخل و شکر ہم
نباشد سمجہ بالایش مثاے

نخل سر و نخل

محمد در جبلت عقباہست

خی آید از و دیگر خصاے

صباے در لبائے مرجائے
مبارک مطلقے میسوں لقائے

لب میگون او یارب چه بعلےست
کہ ہر دم میچکد از وے صنعاے

۱۔ جوامع الکلم لمؤلفہ بعد شنبہ است و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۳۲۰ ھ درج شدہ است

صباے یامسائے فیت با ما نشاید صبح اینجامیت شامے
 نہ من زار بے تسبیح سازم نہ ام خواجہ نہ من بہر ستم غلامے
 من اویم او من و لیکن بہ کونین ہمیں مرغے است دانہ نہ دلمے
 محمد رفت از خود وہ دریغا

از و باقی نہ ماند و جز کہ نامے

جاہاں تو سخن خویش بخششے از جرم و گناہ ماتو باز آے
 یک بوئے اتما کس آمد یادوشے بزن و یا بغرامے
 اے ہر کہ نہ دید روی خوبیت اے واسے بروم ہزار صد واسے
 گر عشق بقہر خویش تابد کس را بنود قرار بجائے
 بوالفتح ہر طرف چہ پوی ماہر و نافر شدم کیپاے
 اے سید پاک نے او شہباز
 زین گفت و شنود خویش باز آے

نہ نوشم جز شراب عشق بازی نہ پوشم جز لباس کار سازی
 نیارم ہر فرد جز پیش سروے نیاموزم ہنر جز ترک تازی
 نخواہم کرد کبے جز کہ دل را نہ لازم بازی جز عشق بازی
 چہ باشد حال کس مکیں گرفتار کہ باے ہر نفس در کبر و نازی
 مرا جز عجز و زاری نیست کارے ترا ہم نیت الا سہرازی
 ترا گیرم نداری استیلاے نشاید کرد ایں حد بے نیازی
 یکے بچارہ امتدادہ میرد تو در عیش و خوشی و ناز بازی
 محمد پیر شد در خدمت تو مصلحت خواری و زاری و گدازی

و گر تحفہ مرا ہر بار گوئی

کدامستی کہ با عشق بازی

مرا از خوبرویاں شد نصیب گنج اندوه و غم کہ لطف و طیب
برنجے مبتلا کردست خدایم کہ از دے ہمت عاجز ہر طیب
اگر در سایہ بام تو یار را شود آسودہ میکنے فریب
ز جاہ و وعز تو یمنے چہ کم شد جوان مرد اتنی آخر یلبے
نہ میند چشم روئے خواب دلالت بدل باشد اگر مہر جیبے

مدہ پسندم کہ باز آ از محبت

محمد راست از خواب نصیبے

اے یار اگر چہ بے نیازی بزرگ شرفے است دل نوازی
آن عشق حقیقی است بیشک آں زاکہ تو گفتے محبا زی
می سوزم و میسیرم از اندوه گویند کہ اینست عشق بازی
اے عاشق مستمند چونی در ہر نفعے تو در گدازی
اور اسیر وصل نیست با ما مارا نہ دے صبور و رازی
پاسیندہ نامد حسن ہر کس بر یک دونفس چہ سرفرازی

از بند وصال حیر و اوارہ

بوفستح اگر تو پاکبازی

اگر تو سرگذشت من بدانی مرا جز بیدل و مسکین نخوانی
بکن ہر چہ کنی زیباست شاید سرت گروم مرا از دے نرانی
چہ تلخیہا کن از غمزد کشیدم بیش دارد دے شیریں زبانی
مرا ابرو دے تو پیوستہ قبلہ بسوے کعبہ و صخرہ چہ رانی

چہ چندیں در سرت حرص و مہربا

محمد گشتہ توشیح فانی

گگہ گر بکولے ما گزری باشدے این طرف دے نگری
 غمزہ اش ناو کے کہ پرواز و عمر جان خستہ را کند سپری
 اے کہ منکر ز شیوہ عشقی نیستی آدمی کہ رو تو خدای
 اے مذکر چو سپند خواہی داد تو کد از سبزه عشق بے خبری
 چوں تو خوبے کسے نشان ندید مکی و صف و چہرہ چو پری
 سرفندی و راست طبعی ہم گل قبا پوش و سیب سبز تری
 اے محمد تو عشق باز کنوں

نیست کاین اوست تو دگری

آنزن

کمند حجب تو بر حلقہ دای خم ابروے تو محراب عای
 لب انگور تو باد و چکانے خدو خال تو با ہم صبح و شامے
 ہمہ آزا دگی غا مسند از حق ترا خواہم شوم کم تر غلامے
 بے مقتول و قاتل نیست پیدا دے بر لب خون غوار اتہامے
 سریں چوں کہ کمر بر مشل کاہے عجب کاہے بود کہ را قیامے
 اگر دہنا و حبش دش گرفتگی بلاو کدورا مسکین سلاہے
 منم گر پس روزا و عباد دے در عاشقی رستم امانے

بلو دگر

محمد نبی مرد ملامت

نہ در عاشقی مرد تہامے

تراد و ندر روزے چند شماری چرا بر خویش خود را می گماری
 برو خوبے بربیں و بادہ را نوش گہے سرمست باش و گہے خاری
 چہ بر خردی ز عمر خویش یارا دے با خوب روے بر نیاری

می نوش

بکوسے می فردشاں رو بگشتے کین باغبوایں عسرداری
ترا باخیر و شر کس چہ کار است بقدر وقت شوگر مردکاری
ترا از منے نشد گرا بروے بنزد عاشق میخوار و خواری

محمد گرنسبازی عشق بازی

تو آنگہ ایلہ و کا و و حاری

مرا باکس نمازہ مسلح و جنگے مرا افتادہ از سر نام و ننگے
مرا معذور دارید اے رفیقان دلم بردہ جوئے شوخ و شنگے
منم ہر مست ہر بازو کوئے نخر و کسٹم اگر چہ سے دنگے
خوشم ز آنخپ رسد از تو نگار زب و سے و از غم و خدنگے
کنم من جان سپاری چہن سازم گرا از برگ نوا بازیم رنگے
بجان بازی مرا فرمان دہی گر بیازم در زماں بنو و درنگے

کہ از بریں نوا

محمد نیست نابودی مگر تو

ترا باکس نمازہ مسلح و جنگے

مثل فہم وفادارے ندید ستم و گریہ سے بقا باد از اے غم توئی یار وفادارے
مرا باران ہی خواند سوئے باغ و بتا ہنا مرا بے گل رخسارے بیہ چنڈوٹالے
من آنکس ملا کہ می خواہم اگر با من نباشد او چہ گردم من بہ گلزاراں چہ کار آید چمن پارے
مسلمانان مسلماناں از اس بی و در و فریادے دلش با مردماں با من چنانکہ باز بردارے
خیال جہاد کردہ مرا رسوا بہر خسانے پریشیاں ساختہ بلکہ بہر کوئے و بازارے
دلم بر بود و دلدارے تمکائے و خوشخوارے سرین او ست کہہ ارے براں جہشدارے

جہاں چنہ بسراید محمد مونسے باید

مثل غم وفادارے نیابی در جہاں لایے

بیا که بر همه خوابان شہر سلطانی
 اگر تو ناز کنی بکسان نیاز کنند
 سزد که پیش تو خوابان کنند شناخانی
 و اگر تو سر بگریزی رسد که شایانی
 سزد که سحر گویش و معجزه خوانی
 ترا بدیدم و آمد بپیش حیرانی
 چه درد است که دارم از چنجان برد
 اگر ز عشق کنی توبه مرد و دین
 و رائے عشق بود هر چه باشد آن فانی

کمند جعد تو بر حلقه دای
 فوٹے درد مطرب می فواز د
 اسیر اوست هر فاصو و عامے
 ز غصه ساقیم کمند سلا مے
 مرا یاران منید اوند یاری
 صبا حے حسد و بر خمت بدود
 حدیث عشق نطق با بے بست
 ہزاران درد و غم را اختیار است
 وصال خوب و وہم و خیال است
 قوی شہرت بحسن خوب و دی
 اگر خواہی کہ دانی عاشقی چیست
 مرد نومردان را انتظار است
 بیا کہ خوب روی نیک نامی
 اگر تو دل ستانی باز ندہی
 اسیر اوست هر فاصو و عامے
 ز غصه ساقیم کمند سلا مے
 مرا شاید منی گوید پیامے
 یہ کہ یہ میگزارم نیز شامے
 منید اورد و گویم کلامے
 بقائے درد را باد انتظار مے
 ہماں سو بہت دل را اہتمامے
 مراد عشق بازی بہت نامے
 محمد را شوائے خواجہ غلامے
 نہا تو روے از بالائے بامے
 توصیہ عقل را بہستی چودامے
 قوی درد ببری بخت نہ خامے

مرا مردن روانہ بود محمد
 مرا شاید کشد با صاف جامے

امروز مراست روزگارے امروز مراست کاروبارے
از گلبن او بل خلیہ مست اے یار شفیق تیر خارے
الحمد خداے آساں را بخشنده ذوق درنگارے
دیوانہ مست او شدہ ہیں ہر جا کیے ہست بادہ نچارے
آں بادہ کہ از لبش چکیدہ آ دانشمندار و ادوارے
از درد و غم بہر کہ گوئی گویند کہ راست ہست کارے
عشق من و حسن او شہ ہوا دلہار ابریں شدہ قرارے
غمر و زن و گویے باز و کشر چوں تو نبود و گر سوارے
ای کج کلبہ و بلند ہمت فراق ترا چوں شکارے

ز بیابانہ و بنجاک پایت

بوالفتح چہ کس کہ ام بارے

مرا حق و ادیارے دل پسندے ظریفیے خوب روئے نقشبندے
بتے آشوب و لہا عشق بازے یکے زیں لالہ رخ سر و بلندے
یکے جزا کرا بر و ہلاے یکے زہرہ سرے مست و زندے
نخواہد جان من بروے مگر کہ بہنو بر سرش ہم چوں پندے
تو منکر عشق را یا راسپہ خوانی غریبہا حلقے بلکہ کلمندے
مرا غیشاں و یارں نیکخواہاں ز راہ دوستی بد مہند پندے
منیدانداں مشتے ستوراں مرا حق کردہ است خود ابرہمندے
مگر جہد و سرین او شد ستند مراے دوستانم پلے بندے
نہ من تنہا گرفتارم بدامش کہ چوں من ہر طرف مبتند چنڈے
دلہ رانیت از و آزار ہر گز مگر از زخم غمرہ درمندے

منم کز دیدگان خود بر شکم روا دارم ہر گردن کمندے
 محمد شکر حق را کن بھوے
 ترا حق داد ایسے دلہندے

اگر خواہی کہ ذوق در گمبیری نہان می باز عشقش تا بمبیری
 حکایت کردن و نالہ گزیدن دواے درد باشد دل پذیری
 شہید بر باشی ای جوان مرد بد رواہ روے گربمبیری
 نہاے عشق بازی ذوق دارد ہوا بخش براں لیکس بیری
 ملامت نہ عزامت نہ ہے ذوق امیری بظاہر گرچہ بیری
 وقار و وقور و عزت باتو باتی است اگرچہ خواہہ باشی یا وزیر
 نہ ہے غم نہ خفاے نہ سلائی نہ ہے دردے کہ دارد و لپی زری

بسلالت

محمد عقبانے کہنے بہت

ترا باید کز و این فن گمبیری

بہ لوح دل مرا نقش و نگارے مراست از خیالات روزگارے
 بہر جا کہ یکے مرغ ہوئے است ہوائے عاشقان بوس و کنارے
 ہمہ کس دوستے را برگزیدست گزیدستم جفاکارے نگارے
 مرا معشوق من مہمایہ شد بحدائق کہ شد معشوق جلیے
 چہ طعنہ میں نزد عشق زاید مرا ہم بود روزے روزگارے
 بدیدم تا منے میں خواروہ را مرافت او باکے کاروبارے
 سرے بہادوہ ام پیش چلیا مجھوے میں کم بردنقہ یارے
 مرا آن عزت و دولت کہ دادا کہ گروم بردار و خاکسارے
 پرستم ہر چہ یار من پرستد اگرچہ بت بود یا سنگ خارے

نہایت مدبر کا

جواں مرد از سب بر حق مرا گو

گر قمارم نہایت پیر کا لے

محمد در میان درو مندل

ترا ہم سیکند ہر کس شملے

چو خوش باشد و سایام جوانی میان ماہ رویاں مہربانی
 کند ہر یک دگر را لطف یاری نہ ہے عیش و خوشی و کامرانی
 میرے خلوتے گر با جو آنے ست ہاں ساعت شمار از زندگانی
 مرا ناں مل شیریں تلخ میگو کہ ز دماست آن شکر فشانے
 ترا آن دولت و عزت کہ دواست کہ بر یار عزیز خوار رانی
 دو چشم مست او غلطانت ہو دو صدر و نچر را بے ناتوانی
 الاحب در از اکہ سر سنا ز دم دستے کہ دانم دل گرانی
 خیال لعل تو ستانہ دار نہ ام مست شراب ارغوانی

نہ کہ تزدیر باشد چاہ جوی

محمد عشق می باز و نہ سانی

اگر میرم بدرد مہربانی مرا باشد حیات جاودانی
 سرے برد نہاد و ماندہ ام من تو دانی گر بخوانی یا برانی
 اگر خند و زنی گلہا ببارد و گر گریہ کنی دُرسے چکانی
 نمک من تو دلاہ است مارا کند ناز و کرشمہ پاسبانی
 میان مانگنجد حبز کہ ذوقے اگر داری تو حصے پس بدانی
 ترا برو دواست ہر دو محراب فرض شد نماز ما و دکانی
 دے دے اگر گرد و مہیر تو آں دم را شمار از زندگانی
 اگر بوس و کنارے ہم بخشد نہ ہے عیش و خوشی و کامرانی

جین

بدرد غم چہاں آسودہ ام من نیا سایم چہیں در شادمانی
 ز چشم غلطانت رسید نصیب من بلا و ناتوانی
 اگر تیرے زنی لے ترک غمزہ رواں از سینہ و جاں بگذرانی
 سرینے کاں نگارنا زمین است کہے نہ بود بریں شکل و گرانی

محمد نظم میگوئی تو یا نشر

نبا شد نظم کس را این روانی

منی از حسن و خوب روی زیر اک عبینہ تو اونی
 تو از ستر اقدم بمالی تو موے دراز و مشک بوئی
 در تابش سچو آفتابی جوڑا کمری و ماہ روی
 لطف و کرم است و تو بسیار در تو صفقت است از حد و روی
 وصف دہن تو بہت یارا ہر جا کہ زبان ز گفت و گوئی
 تو منزل ما و من نیابانی بوالفتح بہر جہت کہ پوئی

از خود اوی

آراستہ چنانکہ باید

افسوس کہ نیک شت غمی

ز ہر شمع رخ پروانہ واری بسوزم گر کند این سخت یاری
 بیک بوسہ دل مارا تو خوش کن قفائے چند برگردن شماری
 بحمد اللہ مرا عزت و فخر ہے است کہ میرم بردیارسے بخواری
 سگ دیوانہ ام کو را گزم من کند با خاک کوئے یاریاری
 تو از برگ نوارنگے نداری تو چو نہ میسکنی جان را سپاری

محمد شقبا ز کئے کہنہ تو

ہمارہ تشنہ و بر غرق کاری

جوان مرداد باری وصف جودی مگر لب بر لبم کیا رسودی
ہم شب در خیالے زلف دغایے بو ہم خویش ای دل خوش غنودی
مرا گوئی چه و نسب لم گرفتی زدی جیشک بخندہ دل ربودی
چه گویم چشم تو چه شوخ دیدہ است زدم عقل و دین را و اربودی
ز مجنون عشق و از میلی نظر با حدیث یلی و مجنون شنودی
بجز جو رو جفا دیگر سبازی تو میں در غم سبم بر آشودی
مرا تو وعدہ کشتن بکردی کر یاں را بود و وعدہ بزودی
شراب در دراپر پر پیمسا مرا مشیار گداز از جہودی

محمد عشق را فنا بخش

ہمارا محنت و غم را فرود دی

ندیم در جہاں یائے نیشل در غم خایے نباشد در جہاں شخصے بپنم وفادارے
علیٰ نذاچیں آمد کہ شخصے نیک نخم من مرا یارے وفادارے و دلدارے غم خایے
وفائے مینودی گزیشل غم مرا شادی زہے یارے زہے کلارے زہے کلارے نہ یارے
نشان عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم کیے از سوختہ رفتہ کیے زارے ترا زارے
ز رشک و غصہ می میرم امشوق طائی از ان ہر یک نشان گوید مرا گل گشت خایے
ترا اے سرور مرہبت کہ باقد بندستم اگرچہ راست میگوی ولیکن بے کلامے

محمد را موس در سر کہ او در سوز غم میرد

نہ چوں پردانہ یک لمحہ ولیکن جاودہ آری

اے ساقی مت سن صفائے وائے مطرب خوش نوافنائی
اے سادہ سیاہ و سونہای وائے شاہد خلوتی حنائی
اے صاحب بستی و باغی اے یار درختی و ہوائے

اے شیخ و قلندر و مولا
 مارا سر سوری نباشد
 اے زاهد و مستجاب دعوت
 از بہر مزید عشق و دردم
 با شتم ہر روز و خیالے
 ہر روز برم خیال و صلے
 ای خستہ و جود است عالی
 بوالفتح دل از جہاں تو بگیر
 اے مونس روزگار میکس
 روز دو سہ بہت این شہرہ
 میدار غنیمت اے جو اندر
 اے خواجہ نشد مرا میسر
 این اہل و ولد مرید و فرزند
 مرغ و دم از قفس قنادہ
 کے با شتم من ز خود برآیم
 من با شتم و او دگر نباشد
 الحمد خداے آسمان را
 مارا تو دہاں کہ ما فتیم
 طاؤس صفت بشکل زانے
 این طاب من بہت وجوداں شد
 بوالفتح بقدر وقت خوش باش

اے کوچک و نغز و بانغائے
 با شتم سرے و خاکپائے
 تسبیح بگو سخاں و عسائے
 یکے فاسخ خواں با تنجائے
 من مانم و غرق آشنائے
 ہر شام بگریو و واسے
 الا کہ دوست ہوئے
 جان نعم و بلے بہت و لائے
 تو در مرا بکن و واسے
 نے مانم و من نہ تو بجائے
 شو صوفی صاف باصغائے
 ہر روز بمنزلے و جائے
 گشتند مرا چو بند پائے
 روح قدسی اسیر سائے
 پرواز کنم در اں فضائے
 با شتم در و را و راے
 داریم صواب بے خطائے
 در ملک قدس پادشائے
 باقی تو دہاں جہاں خدائے
 جز من مطلب بہر سرائے

جائے شتم
بلاست

روح القدس

عش

گرداری عقلی درائے

دے دارم اسیر و مبتلائے تنے دارم گرفتار ہوئے
 ہمہ کس اخیال غر و جاہ است بماندہ خاطر مرا ابتلائے
 مگر گرد و سر من خاک آن در تنہم پیچیدہ پارہ بوریائے
 مرار شے میاں سیدہ سنجہ است طبعیا اگر توانی کن دوائے
 گرفتار نبض خود دیدم رگ جان نماندہ ست در من امید بقائے
 مگر یک بوسہ نخشہ مرایار ز حسن لطف بہ نماید بقائے
 جہان فانی تازہ یا ہم جانکے نو نہ جنیم ہیچ گروے فنائے
 نثار دیند من آرزوئے مگر میرم سرے در زیر پایے
 دے رنجور دارم تپ بہشت کنم از غیر حق من احتیائے

محمد از ہمہ غمبار ست

نماندہ در روش اندک ہوئے

الا اے ساقی خوشخو صفائے الا اے مطرب خوش گوئیائے
 چندم میدہی ای زائد وقت مزید در و مارا کن دعائے
 قمار عشق بازی او فرہ برد کہ با معشوقہ می باز و دعائے
 ابو الفیاز ہے دولت گراو دید و شنام و من گویم شنائے
 اگرچہ نیست ممکن وصف یار مرا بر باد میدار و صعبائے
 قوی گیسو دراز دست کوتاہ کہ اندر ملک عشقی پاوشلئے

زمن از صد روی پر سید گویم

خرا بے ست ز من خوشتائے

فرادیم تو کہ شیرینی باکوہ گرفتہ ام قرینہ

گر عاشق کس شدی ضرورت
بامحنت و دروہم نشینی
من عاشق تو تو یار معشوق
مہتاب منم تو خمس و بینی
شیریں لب ت تلخ گفتار
شکر دہنی و زہرہ بینی
ابروت بعینہ است قبلہ
وان غلط چشم را نہ بینی
گوئی کہ دو شہر یار سرست
دل زندہ بیکدیگر کیسینی
یک بوسہ ز دم بغیر از دل
چندیں چہرہ ہی تو طاق بیسینی

بوالفتح حیات تے نداری

الحق کہ مودبی آسینی

مثل تونہ دیدہ ام جو آنے
شیریں شفتے شکر دہانے
از ناز و کرشمہ نیک دارد
میا زو خود بخود نہانے
او سر و قدے است گلزار
باریک کمر سریں گرانے
او ماہ جمیں طلال ابروست
جادو گرے بہت سحر دانے
او بلع و بہار تازہ روی است
بالاش قیامت جہانے
زیں چاکب دست شہسوار
زیں تیز روے قوی کمانے
باجہ دور از مومے ابنوہ
برخانہ اوست نزد بانے
تا بر سر عشق بر تریسند
بہیند حمال جادو دانے

میگرد چشم بچہ مست

می افتد بچہ نا توانے

بہتیم نطق کا مرانی
گشیم طواف شادمانی
خند کہ خوشیم و شادمانیم
نوشیم شراب ارغوانی
باچنگ و ربابے روزگ
بارقص سر و گل فشانے

اندوه ز مابدور کردی اے غم تو سیاه رویانی
دوری است ز مابدور دوری از قرب سیدم نشانی
مشتوق مرا بر مہ سارہ در عدد شمار نیست ثانی
از کاشش و از دینخ افش بیزار شدم حین آنکہ دانی
عشق و من دایرہ سہ یکجاست در بوسہ و در کشتارانی
ہر یک زدگر جدا نباشد

بوا لفتح بین است ننگانی

خوش باد عشق در جوانی آسودہ بوسل یار جانی
او از تو نصیب خویش گیر و زوے تو نصیب خود ستانی
خاصہ کہ بود نگار خوش غم او مست تو مست عیش رانی
گریہ توئی تو او جوانے باشد تو او لعل و دانی
از لعل ببت نصیب باشد مستی شراب و رنشتانی
مے خوردن شد مابعدت رفته است خمار سرگرائی
از چشم تو دیدہ شد اثر با جادوگری و سلسم خوانی
از چشم خوشت پیدا آمد غلطیدن خاست نا توانی
تعلیم بلند ہے شد اے ماہ ملبسند سرو شانی

بوا فتح شدی تو پیر توبہ

تا چند اسیر کہد کانی

اے پیر باز با جوانے بین تازہ و تر و گر جیہانے
باریک بے است و خندہ باز شیریں دہے شکفتہ شانی
بادام بعبیبہ است چشمش لب پستہ و شے است خوش شانی

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۲۰

گودے تھامے
بندر بندرفلان کرمانے
فلانہ دیکھانے

۲۱

مہریت ویک بالماحت
 مہریت وے لال ابرو
 نخلے است ویک کبک نقا
 وینے است ویک وین احمد
 کفرے است ویک کفر فخر
 او یوسف ثانی است بہرہات
 بو انفتح بگو کہ اسے محمد
 او تنگ لب و کشادہ سینہ
 روے تو بہشت را نمونہ
 وریاست وے برابریاں
 جعدے است دراز ہچو مارے
 او عاشق خوشن ہمیشہ
 مہریت ویک خوش رو آنے
 شمعے است ویک بدخانے
 باغے است ویک نئے نہانے
 آیتے است ویک از قرآنے
 موسیٰ است وے حق نشانے
 از وحدت ہی کند بیانے
 ہزل کشا و دہ زبانیے
 پستانش مثال ناروانے
 کز دوزخ مہر ہدایانے
 اور است حیات جاودانے
 حیۃ است وے حیات جانے
 میدانہ ہچو او جوانے

گر ہستی اس جہاں نباشد
 او بہت فلاں کہ یانے

مراد دل خیال زلف و خاکے
 مراد روی بہ چہا یا صفا دہ
 مراد مقصود بیہوشی و مستی
 لب میگون او و ہم و خیالے
 دوسہ دشنام دہ در مجمع خلق
 اگر تو پردہ از رخ باز گیری
 میان مردمان ہفت نظر
 دل گشتہ از عالم بکامے
 بجام زر بکن یا در سفالے
 گرفتہ وقت من در دل ملاے
 بزم بہر رسد باشد محالے
 مرا شہرت شود و عز و جمالے
 جہاں نے بیخبر گرد و جلالے
 کہے گوید فلان است کس

زندقرعہ برائے کشتن من زمین ہم می شود زیر کوش فلے
 محمد نفس امید دارد کہ چشم او کند باو قتلے
 بزخم خورش پارہ کند دل
 شہید عشق گردم بے ثلے

خوشی و خرمی و کامرانی فراغ و عیش و عشرت جاودانی
 میسر می شود بلکه معتد اگر نوشی شراب ارغوانی
 ترا حسن و نیک ہر روز افزاید مرا افز و دہم ہر مہرانی
 اگر با کہ سرینے خاطرت نواست تلاز پیش او تو پس بمانی
 بخلوت بابتے فارغ نشستن ابوالفتحا بین است ز گدائی

محمد این ہمہ گفتار تو بصیت

یکے اندر یکے شد نیت ثانی

جوان مرد و اصباحے را صفائے کنار و بوسہ را دارم ہوا
 من از نعل ببت دارم خرا بجز بوسہ و گد جو دو واسے
 لب جان آمدست کیو نہ فرما قریب الموت را فرما بقا
 ز لون زلف تو شربت تار یک بیک خندہ جہاں را شد جلے
 تبسم کرد عالم نام او شد ز یک چشک و دو صد گونہ بلے
 مراد و نیت بی دراز مرغ است کہ می گویند ہر روئے و وائے
 اگر در دوا وقت عاشق صبور است ندارد صبر را ہم احمائے
 محمد لامکانست زانکہ اورا نباشد بیج تیغی بجائے

گہے در میکدہ واپس ترینے

گہے در زمہ و تعوی میثوائے

مغز

بین

چندہ

نہ لون بعضند
 اکمل عالم

لعل شیریں تو شکر بارے لب من طوطی شکر خوارے
 زلفِ توتار و شبِ یلدرے جعدِ تود و شبِ سیہ مارے
 بیچ سروے بمبشِل قامت تو من ندیم بہ بوتان بارے
 دین و دنیا مرا چپہ کاراید نیست جز عاشقی مرا کارے
 بوئے لطفِ کرد و چو مرغ گرز و سیم گاز کے بارے
 گشت گلزار و باغ خوش باشد نیست خالی ز زحمت خارے
 در جہاں بیچ چہیز بہتر نیست جز کہ یک لخطِ صحبت یارے

زجہ

گرہِ پرسی محمد است عاشق

ہم گویند کیزبان آ رہے

جوان من جوانے خود نامے سوار من سوار بادشاہے
 حریف من حریفِ خوب طبعے قرین من قرینے دلرباے
 نگار من نگارِ نقش بندے ندیم من ندیم باصفائے
 بود گردِ مہرِ خاک آں در نماند است در سرمِ جزاں ہواے
 سر من زیرِ پایش بادچوں خاک نثار و در و در من دیگر دواے
 بدو عشق اگر میرم زہے شہید عشق را باشد رواے
 اگر یارے کشیدہ تیغ آید بنہ سریش او گو مرہباے
 دل و جان و سرو تن دین و دنیا کم در زیرِ پائے افسدے

بائے

محمد خویش را عاشق ہند نام

نہ دیدم آں چہاں یک غم دغا

دیدم بہ کلیسیا نگارے زیں درو کشتے شراب خوارے
 مد من خمرے خراب شکلے دیوانہ و شے نزار و زارے

در حال

گفت از سر وقت خویش طائے
بنشین و شراب نوش باے
آنکہ بصفائے مے نگہ کن
میں عکس جمال روئے یارے
بر لوح وجودیت نقش
جز صورت سخن نگارے
مجنوں چکست کیت میلی
گل بیعت کجاست زخم خارے
خسرو کہ بود کد ام فرما
تیریں بچہ گشت خوشگوارے
بہر چہ زن عزیز مصر است
از کرد و یک غلام خوارے
از چہ سبب است اں گرفتار
یعقوب کہ بود رستگارے
خود چاکر و بندہ چرا شد
محمود کہ بود شہر یارے
زین حال کے خبر نہ دارو
جز بنجہرے شراب خوارے

میشک بخدا محمد ایجاست

چوں احمد پاک حق گذارے

نہا

الاے شاہد مہر و لقاءے
الاے مطرب خوش خوانے
الاے صاحب شیریں کلائے
الاے ساقی سادہ صفاے
الاے زائد مقبول دعوت
مزید در و مار کن دعاے
الاے شیخ بر سجادہ جاوہ
نفس زن تا بدام افتد جاے
عفاک اللہ یا شیخ المشائخ
بروے خو بردے ابتلاے
رسیدہ بانہا عمر و دین
نہار و در و عشق انتہاے
بدریاے شدم غرق ای فیتل
نبودست ساحلش را آشنائے
لطیف از رحمت خود را بد ر بر
کہ در و عشق را نبود دوائے

بمحمد اللہ محمد عارفی تو

شناسی قدر بیدل متلاے

بچشمک معید جاں کردی بخندہ دین و دل کی
اگر خیابان بدل بدون بدعوی آمدہ کیجا
بضرع بے خوش کردی بزخم غمزہ آزدی
جو ان مست و چالاک کی کزین میدان گوردی
جو ان مردانہ بینی تو کہ صافی ہست یاوردی
ہمہ عالم برائے تو بحسن خوشتن زدی
مرائے بت زمن بردی کنوں تو سجدہ و زدی
تسے زار و زراے ہم بہر دم بادم سردی

گر آید عمر پایا نے نیانی عشق را غایت

نہ پیری تو نو و سالہ بد آنکہ کو دک خردی

نزداد و متمکاری مرا سکینی وزاری
نگہلا خبر وئی تو جو آنے خوب شکلی تو
ز سہ لطفے کہ حق کردہ ترا غرور و مرا خوری
وے اخوس می آید کہ بارے بر خفاکاری
شدی ماہر بدل بردن جگر خوری چو کفتاری
ہوائے کہ سرینے ہم مرا کرد ست کہساری

سینہ روی است این چشم بہر جا وید خوب را

گرفتہ نقش و رخط کشد و نباد اش خوری

سیرت

مادر و ہر چوں تو سر زندے
اصل شیریں تو شکر باے
گر بزادہ نمود و لب بندے
و ہمت پر ز شہد آوندے
عاقبت عاشقان بدرد میسر
پیر گشتیم تو بہ بچشمیم
نہست از سیم و زرا اگر نقدے
جعد شگون شکل خبہ آن
لب تو نیست بلکہ برگ تے است

بدرد میسر

بت نیست

اے محمد بدانکہ ماہ دوم
کم بزد است چون تو فرزند

عاشقان گر کنند ترویرے وار معذور کا نست تدبیرے
توبہ ورزند نہ ہنسایند تا فردا آورد بے شیرے
معل شیرین او چہ تیز زبانست شہد آمینہ کرد تقریرے
اے محمد ترا میر فرست راہ حق بے عنایت پیرے
بتلار ابرہہ چہ دست و ہد نمکند در رہ تو تقصیرے

جد او پائے بند و الفتح است
ایں چنین رفته است تقدیرے

مرا افتادہ در خاطر کہ بر آیم ازیں ہستی گر نیم کرسی علوی نامن من بریں ہستی
کہ اے طاووس جان من تو مرغ باغ قدو کی چہ چون زاغ و غیلو از گردانے خوش شایستی
تو بے یسرغ باہمت چرا چوں صموہ کردی بدام و دانہ افتادی تو ریش عقل بگسستی
بسوی گلستان سبگر بروئے گل کہ منچند نشاط بلبلان ہم ہیں چہ می بازند از مستی
بہاراں گلبنہ خند بہاراں بلبلے گریہ بنار و ابریشیانی نشہ تازہ گل مستی ہستی
برفتارے نہادی پا بچیرت ایستادہ خلق بگفتارے کشادی لب زبان مردماں ہستی زبان
شدہ دلا خود بیرون رقیبے پاسانفتہ درگرمشوق ہم خوش خو چراغ باندہ ہستی
گہے در آشتی شادی گہے در خشم و لجبوی گہے ہر دو یکے گشتہ ہمہ ذوق است و خورد و خورد ہستی

محمد مجنبن باشد مرا و من رود کارے

ز بد بختی خود و انعم کہ خواہم مرد از مستی

نکار اسرو قدرا گمزاری تو با ما راست گو در دل چہ داری
بخواہی کستم از درد و حیرت ہیراں نہ بے دولت بوصل آرزوہ داری

ترا در سر ہمہ ناز است و شوخی تعالیٰ اللہ کہ چوں تحفہ نگاری
 جب نے گشتہ سر گرداغت بر تو تو فلخ از ہمہ بینا ر واری
 ترا جز ناز و غم و شیر و نہایت مرا عجز است و مسکینی و زاری
 نماندہ چارہ الا کہ مسیرم پس دیوار و پیش در بخواری
 شدی گرد پس کوه سرینے ضرورت ہر طرف پس سنگاری
 محمد عتقا ازں راست شہرے ۱

نباشد عاشقے از و ردعاری

بر بل ببت سیاہ خاے افزودہ جمال بر جمالے
 اے قد بلند و پست زلفین اے صورت قدس را ثمالے
 یک خندہ زوی و عشوہ دادی گشتم از و ز حال و حالے
 تنگ و بہت کہ پر شکر ہست بیرون است ز وہمے و خیالے
 بر ہم لب من لب تو حاشا کاین است محال در محالے
 بوالفتح بوقت خوش خبشاش
 گذار جو اے جاہ و مالے

بحال تھالے

مثنوی

محمد چوں تو در عالم ندیدم نہ از کس مثل تو جائے شنیدم
 دریں دوراں تو تنہا بے نظیری تو سلطانی نہ محتاج و زیری
 توئی متے خرابے عتقا زے توئی نہیے لوندے سر فرازے
 توئی پیر مخاں پیشواے توئی دربت پرستی رہنماے
 ترا در عاشقی نام بلند است ترا در خواری را بہ پسند است

تو خود بیگانہ از خویش و دشمن
یکے خود کا مدد بخو کیسے
ترانے نام دنگ جاہ و جاگہ
تو خواہاں را یا موزی کرشمہ
نہایت پستی را تو بسنیاد
ہمیشہ بردر خمار شستہ
کئی بر قاضی و مفتی مسخر
جس با نگب موزن را برابر
ترا پیوستہ بروے تہاں شد
بہر دجہ تو روا زبت نہانی
چرا دادی کمن روے تہاں
ترا روے تہاں شد آئینہ ساء
صفائے بادہ را نظارہ کردی
تو عین و عکس را یکجا نہادی
تو خود را از وجود خود بدر کن
چہ باشد بیل و مجنون کدام است
محمدؐ مدنی و موسیٰ و آدمؑ
روہ آدم اگر البیس میزد
خدایا این بلا دشت از گشت
برآمد آفتاب ماہبان است

تو خود دیوانہ گشتہ پریشان
یکے پس ماندہ کم از خیسے
ترانے عقل و ہوش و راہ تدبیر
ہنہی بروے مرہ یاں تو و سمہ
نمای راہ گمراہی تو استاد
تہ خم را بلب با پاک شستہ
کئی انڈا ہر دوماہ تنفس
کئی تو کفر را با دیں سراسر
بجائے قبلہ ایں ایمان جان شد
گہ صافی شوی گاہ بے کبانی
ز شعلت یافتی عکس و نشان
بہ میں عین الیقین مقصد و مہربان
بدستے نسخہ سادہ بہ بروی
تو سر غیب را از سر کشادی
پس آنگہ سوے بت رویان نظر کن
ز نیماہی و یوسف غلام است
یکے اندر یکے شد اسم اعظم
بگو البیس را کہ میکند رو
کہ تخم ہر بلا از دست تو رست
خلاف مطلق سر سے نہان است

زبان را تو ازین گفتار گرد آر

تورخت خود ازین بازار بردار

رباعیات

پروانه چراغ دید شد دیوانه
از خورشید بریدستی خورشید دید
از خویش بشد بهیچ پروانه
شد عین چراغ آتش پروانه

پروانه چراغ دید گفت که منم
گر روزی چند صورتی بود جدا
با آتش عین مهت جان و منم
بالحق حقیقت است کان چنانم

در کوه خرابات منان پریم
من هر چه کنم رواست و لیک
در مجلس طامات جوانی میم
شیخی است محمد بنی مزدیرم

بے شمع رنخه اگر نه سوزم چه کنم
چون عکس منبر در چشم آید
صد پاره دے شده ندوزم چه کنم
اے مردم اگر نمی نرسوزم چه کنم

از دور و فراق اگر نالم چه کنم
میگوئی با توام نه ام هرگز دور
روز و شب اگر نه در خیالم چه کنم
در عین حضور بے وصالم چه کنم

دل در پے دلبرے نوید چه کند
دل آئینه عکس بت درو شد پیدا
از دور و فراق جاں بخود چه کند
دل خود را عین بت نگوید چه کند

نه روز کینه بست و سوم ذی الحجه ششمه تقیم در دندله برد و جمعه بست و ششم ذی الحجه ششمه در فوج
نه انصافه انصافه

بیدر و مباد هیچ فردے نامر و مباد هیچ مردے
بیدر و مباد هیچ وقتے بے وقت مباد هیچ دردے

معشوقہ اگر کتاب داری معشوس دل سیاه داری
معشوقہ بود کتاب حاشا بازنگی و بربری چہ یاری

معشوقہ من کتاب من شد نسبت دل من بدو شاد است
گوئی کہ مرا بہ عاریت ده معشوق بہاریت کہ داد است

تمام شد

دیوان عاشق شہباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصادق سید محمد یوسفی
الملقب بگیو دراز قدس اللہ سرہ العیز کہ مسلمی انیس اشاق است۔

غلطنا دیوان انیس اشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دناک	دناک	۶۶	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردو	دوتا کردو	۷۰	۱۵	نگار	نگار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانہ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطفوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	ردا بے نور	ردا بے نور
۴	۳	بجز و مطالعہ	بجز و مطالعہ	۷۷	۲۱	سرد	مرد

نیہانی	۹	۷۹	بے اذکار	۲۱	۶
ضعف	۱۱	۷۹	بارے	۱	۹
بوس	۱۲	۷۹	بہریم	۱۳	۱۰
جہنم	۱۶	۸۳	درعجب	۶	۱۴
جزیم	۱۷	۸۷	کے شد	۲۰	۱۶
بسے	۱۸	۸۷	باشد ہم	۲	۱۸
رامی شتاب	۲۰	۸۷	بذل	۱۷	۲۰
فضل	۲۰	۸۹	سوختہ	۶	۲۱
بخش خواہ	۱۵	۸۹	مے	۱۴	۲۲
معلے	۱۳	۹۰	تیرے	۱۱	۲۳
درمر	۱	۹۲	گرداد حق قرا	۱۳	۲۳
بیزاری	۵	۹۶	آں بہیرین	۵	۲۵
میرم	۱۹	۹۷	شد	۱۷	۲۶
ہیراں	۷	۹۸	کہ سرینے	۱۶	۲۷
میگدازم	۹	۹۸	بہ	۲۱	۲۷
گراقم	۱۳	۱۰۳	بے نگار	۱۵	۲۸
دلبری	۱۲	۱۰۶	انفعاے	۱۰	۳۰
بے	۸	۱۰۸	بلاے	۱	۳۵
محرمی	۱۱	۱۱۷	شستہ	۱	۳۱
فراقے	۱۰	۱۱۹	ابوالقحاحال	۶	۳۲
میری	۸	۱۲۲	کہ	۲۱	۳۳
گو	۱۰	۱۲۳	آزاد	۱	۳۳
گردآر	۱۹	۱۲۵	نمیدانم	۷	۳۴
قوتے	۶	۱۲۷	میگدازت	۵	۳۸
بوسے	۹	۱۳۵	رشد	۱۶	۵۱
یار عزیز	۸	۱۳۹	بے	۶	۵۲
بارے	۱۶	۱۴۱	چراغ دار	۷	۵۷
کنارے	۲۰	۱۴۱	جوسے	۹	۶۳
جینا کہ	۴	۱۴۵	کہ	۱۳	۹۰

